بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا

تعلیمی، تربیتی اور تبلیغی مجلّہ

ماہنامہ الفرقان ربوہ

جولائی سنہ ۱۹۶۳ء　　　صفر المظفر سنہ ۱۳۸۳ھ

ایڈیٹر

ابوالعطاء جالندھری

سالانہ بدل اشتراک	
پاکستان و بھارت	چھ روپے
دیگر ممالک	تیرہ شلنگ
فی پرچہ	ساٹھ نئے پیسے
تاریخ اشاعت	ہر ماہ کی دس تاریخ

بدل اشتراک بنام مینجر پیشگی آنا چاہیئے!

اعزازی اراکین ادارۂ تحریر

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب
حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل
محترم قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائلپوری
" شیخ مبارک احمد صاحب فاضل آف نیروبی
" مولانا محمد سلیم صاحب فاضل آف کلکتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۱۳ | شمارہ　　ماہنامہ **الفرقان** ربوہ　　صفر المظفر ۱۳۸۳ھ | جولائی ۱۹۶۳ء

مندرجات

(۱) ابراہیمی برکات کا عہد اور ان کا دائمی نشان (عیسائیوں نے پولوس کے کہنے پر عہد توڑ ڈالا) — ص۳ — ایڈیٹر

(۲) ایڈیٹر چٹان کے نام حکومت پاکستان کا انتباہ (ختم نبوت کے مفہوم کے طے کرنے کیلئے کھلی دعوت) — ص۵ — 〃

(۳) حکومت پاکستان اور شریف مسیحیوں کی فوری توجہ کیلئے — ص۶ — 〃

(۴) جناب مودودی صاحب کا "تازہ ترین گرامی نامہ" — ص۸ — 〃

(۵) منکرین حدیث کے اعتراضات اور ان کے جواب — ص۹ — جناب مولوی غلام باری صاحب سیف

(۶) حضرت میجر ڈاکٹر ظفر حسن صاحبؓ کا انتقال — ص۲۱ — ایڈیٹر

(۷) حاصل مطالعہ (جناب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کا اقتباس) — ص۲۲ — جناب چودھری ارشاد علی خان صاحب مظفر گڑھ

(۸) شذرات — ص۲۳ — ایڈیٹر

(۹) تلخ و شیریں — ص۲۴ — عطاء المجیب راشد

(۱۰) زندہ ایمان کے کرشمے (قبول احمدیت کی روح پرور داستان) — ص۲۵ — حضرت حاجی عبدالکریم صاحب آف کراچی

(۱۱) سُود اور سُود کو ختم کرنے کی تجاویز — ص۲۹ — جناب چودھری محمد اسمٰعیل صاحب راولپنڈی

(۱۲) ایڈیٹر کی ڈاک و اسماء معاونین — ص۳۲-۳۴

ضرور ملاحظہ فرمائیں

الفرقان کا آئندہ شمارہ درویشانِ قادیان نمبر ہوگا۔ یہ نمبر صرف انہی خریداروں کے نام روانہ ہوگا جو بقایا دار نہ ہوں گے۔ اگر اس دائرہ ◯ میں ضرب کا سُرخ نشان ہے تو اس کے معنے یہ ہیں کہ آپ کا چندہ ختم ہے پس آپ فوراً سالانہ چندہ چھ روپے ارسال فرماویں یا کوئی معین اطلاع فرما دیں۔ ورنہ اگلا پرچہ آپ کے نام وی پی ہوگا جسے وصول کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ (مینجر الفرقان ربوہ)

اداریہ

ابراہیمی برکات کا عہد اور ان کا دائمی نشان

عیسائیوں نے پولوس کے کہنے پر عہد توڑ ڈالا اور محروم ہو گئے!

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا کہ:۔

"میں جو ہوں میرا عہد تیرے ساتھ ہے اور تُو بہت قوموں کا باپ ہوگا اور تیرا نام پھر ابرام نہ کہلایا جائے گا بلکہ تیرا نام ابرہام ہوگا کیونکہ میں نے تجھے بہت قوموں کا باپ ٹھہرایا اور میں تجھے بہت برومند کرتا ہوں اور قومیں تجھ سے پیدا ہوں گی اور بادشاہ تجھ سے نکلیں گے۔ اور میں اپنے اور تیرے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ان کے پشت در پشت کے لئے اپنا عہد جو ہمیشہ کا عہد ہو کرتا ہوں کہ میں تیرا اور تیرے بعد تیری نسل کا خدا ہوں گا۔"

(پیدائش 17/4-7)

حضرت ابراہیمؑ اور ان کی نسل کے لئے دائمی برکات کا 'ہمیشہ کا عہد' باندھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ بھی حکم دیا ہے کہ:۔

"تُو اور تیرے بعد تیری نسل پشت در پشت میرے عہد کو نگاہ رکھیں اور میرا عہد جو میرے اور تمہارے درمیان، اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ہے جسے تم یاد رکھو سو یہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک فرزند نرینہ کا ختنہ کیا جائے اور تم اپنے بدن کی کھلڑی کا ختنہ کرو اور یہ اس عہد کا نشان ہوگا جو میرے اور تمہارے درمیان ہے تمہاری پشت در پشت ہر لڑکے کا جب وہ آٹھ روز کا ہو ختنہ کیا جائے گا۔ کیا گھر کا پیدا ہوا کیا پردیسی سے خریدا ہوا جو تیری نسل کا نہیں۔ لازم ہے کہ تیرے خانہ زاد اور تیرے زر خرید کا ختنہ کیا جائے اور میرا عہد تمہارے جسموں میں عہد ابدی ہوگا اور وہ فرزند نرینہ جس کا ختنہ نہیں ہوا وہی شخص اپنے لوگوں میں سے کٹ جائے کہ اس نے میرا عہد توڑا۔"

(پیدائش 17/9-14)

گویا "کتاب مقدس" کے مطابق ابراہیمی عہد کا نشان 'دائمی نشان' ختنہ کو قرار دیا گیا ہے اور نسل ابراہیمؑ میں سے جس فرزند کا ختنہ نہیں ہوگا وہ برکات سے محروم اور ابراہیمی عہد کو توڑنے والا ٹھہرے گا۔ یہ ایک واضح اور اظہر من الشمس بات ہے۔ عیسائیوں کو بھی یہ مسلّم ہے، لکھا ہے:۔ "اس (خدا) نے اس (ابراہیمؑ) سے ختنے کا عہد باندھا" (اعمال 7/8) "آٹھویں دن لڑکے

کا ختنہ کیا جائے۔" (احبار ۱۲/۳) "موسیٰ نے تمہیں ختنہ کا حکم دیا ہے"۔ (یوحنا ۷/۲۲) گویا ختنہ کا حکم ابراہیمی عہد کا نشان اور موسوی شریعت کا اہم حکم ہے۔

یہ کوئی خیالی یا تعبیری مسئلہ نہ تھا بلکہ ایک عملی حقیقت تھی جس میں اختلاف کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ عہد کے بعد خود حضرت ابراہیمؑ کا ختنہ ہوا حضرت اسمٰعیلؑ کا ختنہ ہوا۔ لکھا ہے:- "اسی روز ابراہام اور اس کے بیٹے اسمٰعیل کا ختنہ ہوا"۔ (پیدائش ۱۷/۲۶) نسلِ ابراہیمؑ میں یہ سلسلہ چلتا رہا۔ حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد میں بھی اور حضرت اسحٰقؑ کی اولاد میں بھی۔ یہاں تک کہ حضرت یوحنا کا بھی ختنہ ہوا (لوقا ۱/۵۹) حضرت مسیحؑ کا بھی ختنہ ہوا۔ (لوقا ۲/۲۱) الغرض ختنہ ابراہیمی برکتوں کے عہد کا نشان اور ساری نسلِ ابراہیمؑ کے لئے ایک سنتِ مستمرہ قرار پاگیا اور اس پر ہمیشہ عمل ہوتا رہا۔ خود حضرت مسیحؑ کے ماننے والے بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی روحانی برکتوں سے حصہ پانے کے لئے اس نشان کی پیروی کرتے تھے۔

پہلا شخص جس نے مسیحیوں کو گمراہ کیا اور جس نے انہیں اس ڈگر پر ڈالا جس پر چلنے کے باعث وہ آسمانی برکتوں سے محروم ہو گئے اور خدا کے عہد کو توڑنے والے قرار پاگئے وہ پولوس ہے۔ اس شخص نے سچی عیسائیت کا حلیہ بگاڑتے ہوئے نئے عیسائیوں کو اس راہ پر ڈال دیا کہ ختنہ کے نشان کی کوئی اہمیت نہیں اور تمہیں ختنہ کرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ پرانے اصل عیسائیوں نے اس کی مزاحمت بھی کی (اعمال باب ۱۱ و ۱۵) لیکن پولوس کے سامنے ان کی پیش نہ گئی۔ پولوس نے کہا کہ:-

(الف) "یہودی کو کیا فوقیت ہے اور ختنے سے کیا فائدہ؟" (رومیوں ۳/۱)

(ب) "نہ ختنہ کچھ چیز ہے نہ نامختونی بلکہ نئے سرے سے مخلوق ہونا۔" (گلتیوں ۶/۱۵)

(ج) "نہ ختنہ کوئی چیز ہے نہ نامختونی بلکہ خدا کے حکموں پر چلنا ہی سب کچھ ہے۔" (۱-کرنتھیوں ۷/۱۹)

(د) "دیکھو میں پولس تم سے کہتا ہوں کہ اگر تم ختنہ کراؤ گے تو مسیح سے تم کو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔" (گلتیوں ۵/۲)

پولوس نے اس طریق پر جہاں عقائد کو بگاڑا وہاں عیسائیوں کے اعمال کو بھی خراب کیا اور ان کے لئے اباحت کا دروازہ کھول کر انہیں آسمانی برکتوں سے محروم کر دیا۔

خدا ترس مسیحیوں سے اپیل ہے کہ وہ خدا کے لئے غور فرمائیں کہ کتاب مقدس کے رُو سے ابراہیمی برکتوں کے پانے کا جو روحانی اور جسمانی راستہ بتایا گیا ہے اور جو دائمی عہد کا نشان مقرر کیا گیا ہے اسے ترک کر کے وہ کیونکر ابراہیمی برکتوں کے وارث قرار پا سکتے ہیں؟ کیا مسیحیوں کو مسیحؑ کے طریق کو اختیار کرنا چاہیئے یا پولوس کی باتوں کا شکار ہو جانا چاہیئے۔ حالانکہ پولوس کی ساری تعلیم کتاب مقدس کے سراسر خلاف ہے؟

کیا مسیحی بھائی اس ہمدردانہ اپیل پر غور فرمائیں گے؟

ایڈیٹر "چٹان" کے نام حکومتِ پاکستان کا انتباہ

شورش صاحب کا جواب اور مزید شر انگیزی

ختمِ نبوت کے مفہوم کو طے کرنے کے لیے ہماری طرف سے کھلی دعوت!

گورنمنٹ کا انتباہ

جناب شورش کاشمیری ایڈیٹر چٹان لکھتے ہیں کہ:-

"صوبائی گورنمنٹ کے ہوم ڈیپارٹمنٹ کی ہدایت پر ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر لاہور نے ایڈیٹر چٹان کو اپنے دفتر میں بلا کر ۲۵ جون کی صبح کو وارننگ دی ہے کہ قادیانی نبوت اور اس کے اعوان و انصار کی بابت کچھ نہ لکھے کیونکہ اس سے مسلمانوں کے مابین مغایرت بڑھتی ہے۔" (چٹان یکم جولائی ۱۹۶۳ء)

کیا احمدی مسلمانوں کا فرقہ نہیں؟

اس سرکاری انتباہ پر شورش صاحب مزید بگڑ کر لکھتے ہیں کہ:-

"ہم حکومت کے ہم آواز ہیں بلکہ مسلمانوں کے قومی اتحاد کو اپنا جزوِ ایمان سمجھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہمیں شیعہ و سنی فساد سے بے حد قلق ہوا اور ہم اس اتحاد کو جان ہار کر بھی حاصل کرنے کے حق میں ہیں لیکن مرزائیوں کا معاملہ مختلف ہے ..... وہ خارج از اسلام ہیں۔ ہم انہیں مسلمان نہیں سمجھتے .... قادیانی سرے سے مسلمانوں کا فرقہ ہی نہیں۔"

ہم جناب شورش صاحب سے کہنا چاہتے ہیں کہ ان کے کسی کو مسلمان سمجھنے یا نہ سمجھنے سے کیا فرق پڑتا ہے انہیں تو اپنے مسلمان ہونے کا فکر کرنا چاہیئے۔ اگر "علماء" کے فتووں پر کسی کا مسلمان ہونا موقوف قرار دیا جائے گا تو آج روئے زمین پر کونسا مسلمان باقی رہ جائیگا جو تو سب کو کافر بنا چکے ہیں؟

جماعت احمدیہ مسلمانوں کا فرقہ ہے یا نہیں؟ اس کیلئے شورش صاحب اپنے گھر کے صرف تین اقتباس ملاحظہ فرمائیں:-

(۱) علامہ اقبال لکھتے ہیں:-

"پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے جسے فرقہ قادیانی کہتے ہیں۔" (ملت بیضاء پر ایک عمرانی نظر صـ۱۸)

(۲) اہلحدیث مولانا محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی ۱۹۱۲ء میں لکھتے ہیں:-

"اس وقت مسلم لیگ ہی ایک ایسی جماعت ہے جو خالص مسلمانوں کی ہے جس میں مسلمانوں کے سب فرقے شامل ہیں یعنی احمدی صاحبان بھی اپنے آپ کو ایک اسلامی فرقہ جانتے ہوئے اس میں شامل ہو گئے جس طرح کہ اہلحدیث اور حنفی اور شیعہ وغیرہ شامل ہوئے۔"

(۳) مولانا ابوالکلام آزاد کا اقرار۔ جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے مزید لکھا ہے کہ:-

"اس امر کا اقرار کہ احمدی لوگ اسلامی فرقوں میں سے ایک فرقہ ہیں مولانا ابوالکلام صاحب کو بھی ہے۔ ان سے پوچھئے اگر وہ انکار کریں گے تو ہم ان کی تحریروں سے دکھا دیں گے۔"

(مجموعہ مضامین مولانا سیالکوٹی ص۱۹ تا ص۱۲)

دوسرے فرقوں کے اختلافات فروعی ہیں یا اصولی؟

شورش صاحب لکھتے ہیں :- "جہاں تک مسلمانوں کے دوسرے فرقوں کا تعلق ہے ان میں اختلافات فروعی ہیں" (چٹان یکم جولائی ۱۹۶۳ء) مگر اس کے مقابل پر پڑھئے :-

(الف) ہفت روزہ شیعہ اخبار رضا کار لاہور لکھتا ہے :-

"اسلام کے دو عظیم فرقوں شیعہ سُنّی میں فروعی نہیں بنیادی اختلافات ہیں" (یکم فروری ۱۹۶۳ء)

(ب) ہفت روزہ سُنّی اخبار دعوت لاہور اعلان کرتا ہے کہ :-

"شیعہ سُنّی اختلافات اس قدر اصولی اور بنیادی ہیں کہ ان اختلافات کو ان دوسرے اختلافات (دیوبندیوں داہلحدیث وغیرہم کے اختلافات) پر ہرگز قیاس نہیں کیا جا سکتا۔"

(۱۵ر فروری ۱۹۶۳ء)

(ج) فاضل مدیر دعوت لکھتے ہیں :-

"شیعہ اور سُنّی اختلافات کو قریب سے دیکھنے والا ہر فرد سمجھ جاتا ہے کہ یہ اختلافات فروعی نہیں اصولی ہیں۔" (دعوت ۱۴ر جون ۱۹۶۳ء ص۴)

ختم نبوت کے متعلق ایڈیٹر چٹان کے نام کھلا چیلنج

شورش صاحب اپنے احراری انداز میں لکھتے ہیں :-

"رواداری بڑی اچھی چیز ہے لیکن اس لفظ کا استعمال غلط ہو رہا ہے۔ کیا کوئی شخص چور یا قاتل سے رواداری برتے گا۔ قادیانی اسلام کے سارق اور ختم نبوت کے غاصب ہیں"

شورش صاحب کو خوب معلوم ہے کہ بریلوی حضرات ختم نبوت کے سلسلہ میں سب دیوبندیوں کو شورش صاحب بعینہٖ اسی الزام اور انہی الفاظ سے یاد کرتے ہیں شیعوں کے ہاں تو "غاصبوں" کی ایک فہرست مرتب ہے۔

ختم نبوت کے معنے اور تفسیر کے متعلق ہمارا موقف بالکل وہی ہے جو اہلسنت والجماعت اور اہل تشیع کا مجموعی موقف ہے۔ اصل علمائے دیوبند کا جو موقف ہے وہی ہمارا موقف ہے ہم الفرقان میں واضح طور پر شورش صاحب کو دعوت دیتے ہوئے لکھ چکے ہیں کہ :-

"شورش صاحب سے ہم اتنا ہی کہنا چاہتے ہیں کہ ختم نبوت کا جو مفہوم حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے آئیے ہم سب اس پر اتفاق کرکے اس تنازعہ کو ختم کر دیں۔ کیا شورش صاحب اس پر راضی ہیں؟"

(الفرقان مارچ ۱۹۶۳ء ص۳)

ہم اپنی اس کھلی دعوت کو آج پھر دہراتے ہیں۔ انصاف پسند اصحاب بتلائیں کہ ایسے واضح طریق فیصلہ کو پس پشت ڈال کر محض جماعت احمدیہ کو بدنام کرنے اور عوام کو گمراہ کرنے کے لئے غلط الزام لگاتے چلے جانا خدا ترسی اور شرافت ہے؟ وما علینا الا البلاغ المبین ٭

مسیحی جرائد و رسائل پر ایک نظر

حکومتِ پاکستان اور شریف مسیحیوں کی فوری توجہ کے لئے

مسیحی ماہنامہ "اخوت" لاہور بابت جون ۱۹۶۳ء میں ایک مضمون "نبوت باطلہ قادیانی کی تردید" کے عنوان سے شائع ہوا ہے ہم حکومتِ پاکستان کی پریس برانچ اور مسیحیوں میں سے شریف انسانوں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس مضمون کو پڑھ کر بتائیں کہ امنِ عامہ اور مذہب عیسوی کی رُو سے اس قسم کی غلاظت اچھالنے اور ان فحش اور نازیبا کلمات کو استعمال کرنے کا عیسائیوں کو حق حاصل ہے؟

کون نہیں جانتا کہ مذہبی کتابوں اور اللہ تعالےٰ کے برگزیدہ انسانوں کے کلام میں متشابہات اور مجازی کلمات بھی ہوتے ہیں۔ عام حکمت و منطق کی بات ہے کہ ہر فصیح کلام استعاروں سے پُر ہوتا ہے مگر احمق لوگ ان استعاروں اور تشبیہات سے دھوکہ کھاتے ہیں اور بعض شریر ان کی آڑ میں شر پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ لفظ حیض مکروہ اور ناپسندیدہ باتوں کے ہم معنی سمجھا جاتا ہے۔ انبیاء کے دشمن انکے بارے میں ناپسندیدہ باتوں کے خواہاں ہوتے ہیں۔ اتنی سی بات کے مجازی ذکر پر اس میں جھوٹ ملا کر عیسائی مضمون نگار نے انتہائی گند اچھالا ہے۔ ہم فی الحال اس مضمون پر حکومت کو توجہ دلاتے ہیں نیز شریف عیسائیوں کے مطالعہ کے لئے بائیبل کے مندرجہ ذیل دس[مثلاً] حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔ لکھا ہے:-

(۱) "ہم حاملہ ہوئے ہمیں دردِ زہ لگا۔" (یسعیاہ ۲۶/۱۸)

(۲) "اب میں اس عورت کی طرح جسے دردِ زہ ہو چلاؤں گا اور ہانپوں گا اور زور زور سے ٹھنڈی سانس بھی لونگا۔" (یسعیاہ ۴۲/۱۴)

(۳) "یروشلم ان کے درمیان حائضہ عورت کی سی ہے" (نوحہ یرمیاہ ۱/۱۷)

(۴) "اپنے فرزند انیسمس کی بابت جو قید کی حالت میں مجھ سے پیدا ہوا۔" (پولوس کا خط فلیمون ۱۰/۱)

(۵) "میں نے ایک ہی شوہر کے ساتھ تمہاری نسبت کی ہے۔" (۲۔کرنتھیوں ۱۱/۲)

(۶) "ہم کو معلوم ہے کہ ساری مخلوقات مل کر اب تک کراہتی ہے اور دردِ زہ میں پڑی تڑپتی ہے۔" (رومیوں ۸/۲۲)

(۷) "خواہش حاملہ ہو کر گناہ کو جنتی ہے۔" (یعقوب ۱/۱۵)

(۸) "انہیں زیاں کا پیٹ ہے وہ بدکاری جنتے ہیں۔" (یسعیاہ ۵۹/۴)

(۹) "اسے بدکاری کے دردِ لگے اور مشقت کا اسے پیٹ رہا ہے اور جھوٹ کو جنتا ہے۔" (زبور ۷/۱۴)

(۱۰) "تمہارے پیٹ ہی میں کوڑے کا حمل ہوگا تم کرکٹ جنوگے۔" (یسعیاہ ۳۳/۱۱)

عیسائی صاحبان بتائیں کہ اگر ان کلمات کو مجازی کلام نہ سمجھا جائے بلکہ انہیں مسٹر باروک کے گندے طریق پر تعبیر کیا جائے تو بات کہاں سے کہاں تک جائے گی۔ ہمارا مشورہ ہے کہ عیسائی دوست اس طریق کو اختیار نہ کریں۔ وما علینا الّا البلاغ المبین ٭

جناب مودودی صاحب کا تازہ ترین "گرامی نامہ"

الفرقان کے خاتم النبیین نمبر کے جواب سے عجز کا مزید اعتراف

الفرقان کے قارئین کو معلوم ہے کہ ہم نے اپریل مئی ۱۹۶۲ء میں الفرقان کا خاتم النبیین نمبر شائع کیا تھا۔ جس میں اس موضوع پر تفصیلی بحث کی تھی اور جناب مودودی صاحب کے تازہ ترین کتابچہ "ختم نبوت" کا مکمل جواب دیا تھا جس کے بعد جناب مودودی صاحب نے لاجواب ہو کر خاموشی اختیار فرمالی۔

جب لوگوں نے مودودی صاحب سے الفرقان کے خاتم النبیین نمبر کے جواب کا بار بار مطالبہ کیا تو آپ نے ۲۱ ۱۲/۶۲ کو ایک صاحب کو جواب دیا کہ :-

"مکرمی و محترمی - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا۔ جواب تو دنیا میں ہر چیز کا دیا جا سکتا ہے خصوصاً قادیانی تو ہر وقت جواب لکھنے کیلئے تیار رہتے ہیں مگر میں صرف انہی باتوں کو قابل التفات سمجھتا ہوں جن میں کوئی وزن ہو۔ مجھے الفرقان کے مضمون میں کوئی وزنی بات نظر نہیں آتی۔ چند وضاحت طلب امور کی توضیح ختم نبوت کے تازہ ایڈیشن میں کر دی گئی ہے۔ خاکسار ابوالاعلیٰ"

ہم نے الفرقان (دسمبر ۱۹۶۲ء) میں یہ خط شائع کرتے ہوئے لکھ دیا تھا کہ :-

"ہم نے جناب مودودی صاحب کے آخری ایڈیشن کا ہی جواب دیا ہے اس کے بعد کوئی ایڈیشن ترمیم سے شائع نہیں ہوا۔ جناب مودودی صاحب کا یہ جواب علمی بحث سے گریز اور عجز پر شاہد ناطق ہے"

اس کا اثر یہ ہے کہ ابھی تک لوگ مودودی صاحب سے الفرقان کے خاتم النبیین نمبر کا جواب طلب کر رہے ہیں۔ اسی سلسلہ میں ایک صاحب کے نام جناب مودودی صاحب کا تازہ جواب ۱۹۲۷/۱۴-۶-۶۳ بجنسہ درج ذیل ہے :-

"محترمی و مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا عنایت نامہ ملا۔ آپ میری تفہیم سورۃ احزاب کا ضمیمہ پڑھ لیں۔ اس میں قادیانیوں کی ہر ایسی بات کا جو کسی حد تک قابل التفات تھی، جواب دیدیا گیا ہے۔ باقی رہی ہر وہ فضول بات جو انہوں نے کہی ہے، تو ظاہر ہے کہ میں اس کا جواب دینے میں وقت ضائع نہیں کر سکتا۔

...... خاکسار ابوالاعلیٰ"

قارئین کرام اندازہ فرمائیں کہ جناب مودودی صاحب احمدیہ استدلال کے سامنے کس قدر عاجز و لاجواب ہیں۔ پہلے خط میں کیا کہا تھا اور اب کیا کہتے ہیں؟ ترشروئی کا اظہار یا اپنی کتابوں کی فروختگی کی سکیم کو عملی جامہ پہنانا بالکل اور بات ہے اور دلیل کا جواب دلیل سے دینا بالکل علیحدہ امر ہے ہمیں یقین ہے کہ جناب مودودی صاحب ہمارے دلائل کا جواب دینے پر ہرگز قادر نہیں ہیں ——— خاکسار ابوالعطاء

منکرینِ حدیث کے اعتراضات

اور

ان کے جوابات

(جناب مولوی غلام باری صاحب سیف جامعہ احمدیہ ربوہ)

تاریخ انکارِ حدیث

ہمارے ملک میں اِس فتنہ کے بانی مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی تھے۔ جنہوں نے اپنی نماز بھی الگ قائم کر لی تھی اور اس میں سوائے قرآن مجید کی آیات کے اور کچھ نہ پڑھتے تھے۔ یہ السلام علیکم کی بجائے سلامٌ علیکم کہتے تھے کہ قرآن مجید میں سلامٌ علیکم آیا ہے السلام علیکم نہیں آیا۔ لاہور میں ان کے مشہور معتقد بابا چٹو تھے۔ تقریباً اسی زمانہ میں عظیم آباد پٹنہ میں مولوی محب الحق عظیم آبادی نے تصنیفات کے ذریعہ اِس مسلک کا پرچار شروع کیا۔ ان کی مشہور کتب شرعۃ الحق اور بلاغ الحق ہیں۔ لاہور کے بعد پنجاب کے تجارتی مرکز امرتسر میں بھی چند آدمیوں نے اِس ڈگر پر ایک جماعت تشکیل کی جس کا نام انہوں نے اُمتِ مسلمہ رکھا اور اپنا نصب العین **کفایتِ قرآن** قرار دیا۔ اِس جماعت میں خواجہ احمد دین صاحب زیادہ نمایاں تھے۔ ان کے خیالات کی اشاعت رسالہ البیان کے ذریعہ ہوتی رہی۔ آجکل غلام جیلانی صاحب برق اسی مکتبِ خیال کی نمائندگی کرتے ہیں۔

یہی نعرہ دہلی جامعہ ملیہ سے حافظ محمد اسلم صاحب جے راجپوری نے بلند کیا اور بہار کے دوسرے عالم تمنا عمادی بھی اسی مکتبِ فکر کے مبلغ ہیں۔ آجکل تمنا صاحب اور پرویز صاحب اپنے خیالات کا اظہار طلوعِ اسلام کے ذریعہ کرتے ہیں۔

اِن منکرینِ حدیث نے حدیث کو اس کے مقام سے گرانے کی ہی سعی نہیں کی بلکہ مسلمانوں کو اس سے متنفر کرنے کی ہر ناجائز کوشش سے بھی گریز نہیں کیا۔ انہوں نے مسلمانوں کے زوال کا واحد سبب احادیث کو قرار دیا۔ دین میں ہر فساد کا موجب ارشاداتِ نبوی کو ہی گردانا۔ انہوں نے اپنے اسلوب اور پراپیگنڈا سے مسلمانوں کی آئندہ نسل کو اقوالِ رسولؐ سے دُور رکھنے کی کوشش کی۔ ملاحظہ فرمائیے مشہور منکرِ حدیث برق صاحب مسلمان قوم کو کس طرح اپنے اسلاف سے بیزار کرنے کی کوشش کرتے ہیں:-

"وہ صحابہ جن کی دیانت اور سچائی پر بھروسہ

کیا جا سکتا تھا فوت ہو چکے تھے اور بعد میں آ گئے ہم جیسے لوگ۔ امام حسین کے قاتل۔ حضرت علی کے باغی۔ کعبے ڈھا دینے والے۔ حاکم شرابی۔ امراء راشی۔ غنی عیاش۔ فقیر پست کردار۔ کیا ایسے ماحول (بنی امیہ کا دور) میں کسی حدیث کا اپنی اصلی حالت پر رہنا ممکن ہے؟ بعض صحابہ سے بھی اخلاقی لغزشیں سرزد ہوتی تھیں۔ بخاری میں مذکور ہے ایک صحابی روزے کی حالت میں جماع کر بیٹھے تھے۔ حضرت عمرؓ نے ابن نعمان کو شراب نوشی پر سزا دی تھی۔ حضورؐ نے ایک صحابی ہزال نامی پر زنا کی حد جاری کی تھی۔ رحلتِ رسولؐ کے بعد بعض مرتد ہو گئے تھے اور بعض نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ حضرت علی اور حضرت عائشہ کی جنگ میں دونوں طرف صحابہ کی ایک بہت بڑی تعداد تھی اور ظاہر ہے کہ دونوں راستی پر نہیں ہو سکتے تھے۔ اِن حالات میں بالکل ممکن ہے کہ کسی صحابی نے عمداً کسی حدیث کے الفاظ بدل دیئے ہوں اور سہو و نسیان کا خطرہ تو ہر وقت تعاقب میں رہتا تھا۔ دو سَو پچاس برس تک یہ حدیثیں کروڑوں زبانوں پر جاری رہیں۔ ہر نیک و بد کے پاس پہنچے الفاظ بدلے مفہوم بدلا۔ اضافے ہوئے۔ لاکھوں نئی احادیث وضع کی گئیں جن میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال بتایا گیا۔ معاویہ پر ضرب کاری لگائی گئی۔ رہبانیت کو اچھالا گیا۔" (دو اسلام ص۹۴)

ان کے نزدیک راویانِ احادیث کی اکثریت مشتبہ لوگوں کی ہے۔ اور احادیث کی تدوین کا زمانہ ہر جہت سے بدترین زمانہ تھا۔ مسلمانوں کی کمزوری، تن آسانی، کاہلی اور زوال کا موجب وہ اسلام ہے جو احادیث میں بیان کیا گیا ہے۔ اِس مسلک پر تبصرہ تو آئندہ صفحات میں ہو گا انشاء اللہ۔ یہاں صرف یہ عرض کرنا مقصود ہے کہ ان لوگوں نے خطرناک غلو تک تفریط سے کام لیا۔ چنانچہ ماموریزمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو اس زمانہ کے لئے حَکَم اور عَدَل ہو کر آئے تھے اپنی جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے نصیحت فرماتے ہیں:۔

"ہر ایک جو ہماری جماعت میں ہے اُسے
یہی چاہیئے کہ وہ عبد اللہ چکڑالوی کے
عقیدوں سے جو حدیثوں کی نسبت وہ
رکھتا ہے بدل، متنفر اور بیزار ہو اور
ایسے لوگوں کی صحبت سے حتی الوسع نفرت
رکھیں کہ یہ دوسرے مخالفوں کی نسبت
زیادہ برباد شدہ فرقہ ہے۔"

(ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی)

ہمارا مسلک

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کی روشنی میں ہمارا مسلک یہ ہے کہ کتاب اللہ مقدم اور امام ہے۔ وہ بلا شرط حجت ہے، اس کے بعد

سنت کا درجہ ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک نمونہ کہ آپؐ نے خدا کے قول یعنی قرآن کو فعل کے رنگ میں دکھلایا۔ یہ حدیث سے قبل قرآن کے ساتھ ہی معرض وجود میں آیا۔ اس کا درجہ قرآن کے بعد اور حدیث سے قبل ہے۔ اور یہ بھی قرآن کی مانند یقین کا درجہ رکھتا ہے۔ تیسرے درجہ پر احادیث ہیں ان میں ہم علم روایات کو مدنظر رکھتے ہوئے قرآن کو معیار بنائیں گے اور ہمارا مسلک یہی ہے کہ کوئی صحیح حدیث قرآن کے خلاف نہیں۔ اگر ہمیں کہیں ظاہری طور پر تضاد نظر آئے تو ہم ہر ممکن کوشش کریں گے کہ اس میں مطابقت پیدا کی جائے۔

بہرکیف دو صحیح الاسناد احادیث میں تالیف و تطبیق کی کوشش کرنی چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال میں تضاد نہیں ہو سکتا۔ اور یہی ادب کا طریق ہے جسے منکرین حدیث نے اختیار نہیں کیا ــــ ہمارا یہ بھی مسلک ہے کہ اگر کوئی حدیث کسی طرح بھی قرآن مجید سے مطابقت نہیں رکھتی تو ہم ادب سے کہیں گے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا قول نہیں۔

اس کے علاوہ حدیث خواہ کتنی بھی ادنیٰ درجہ کی ہو اگر وہ مخالف قرآن اور سنت نہیں ہے تو ہمارا فرض ہے کہ اس پر عمل کریں اور انسان کی بنائی ہوئی فقہ پر بہرحال اس کو ترجیح دیں۔

افسوس ادب کے اس مقام کو منکرین حدیث نے خیرباد کہہ کر مسلمانوں کے سواد اعظم سے علیحدگی اختیار کرلی انہوں نے حدیثوں میں تطبیق کی کوشش نہیں کی بلکہ تضاد پیدا کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔ اسے کاش وہ بچ سکیں کہ انکا یہ مسلک نوخیز نسل کو اسلام اور اسلاف سے کتنا زیادہ متنفر کرنے والا ثابت ہو رہا ہے۔

منکرین حدیث کے مشہور اعتراضات اور ان کے جوابات

یہاں میں یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ آج کا منکر حدیث اپنے ضمیر کے لحاظ سے مولوی عبداللہ چکڑالوی سے کچھ زیادہ مختلف نہیں بلکہ وہی شراب کہنہ جام نو میں لے کر آیا ہے ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش
من انداز قدت را مے شناسم

آج منکرین حدیث احادیث کے خلاف اسی طرح مذموم پراپیگنڈا میں مصروف ہیں جس طرح کہ ان کا پیشرو۔ ہاں میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ یہ مولوی عبداللہ سے زیادہ چوکس ہیں اور ان کے تجربات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔

منکرین حدیث کا اعتراض اول

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جو وحی کی وہ قرآن مجید ہے۔ فرمایا وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَٰذَا الْقُرْآنُ (انعام ع۲) اور ہمیں وحی الٰہی کی ہی اتباع کا حکم ہے۔ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ (انعام ع۵)

الجواب:۔ یہ درست ہے کہ وحی الٰہی کی اتباع ہر مسلمان پر واجب ہے لیکن یہ درست نہیں کہ وحی صرف قرآن مجید میں محدود و محصور ہے۔ هٰذا حرف حصر نہیں ہے بلکہ اسم اشارہ ہے جو کہ اعرف المعارف کہلاتا ہے۔

یعنی یہ قرآن تمام کا تمام خدا کی عظیم الشان اور موعود وحی ہے جیسے کہ سورۂ یوسف میں حضرت یوسف علیہ السلام کا قول ہے أَنَا يُوسُفُ وَهٰذَا أَخِي کہ میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے۔ کیا یہاں "ھذا" حصر کا فائدہ دیتا ہے؟۔ ایک واضح آیت جو منکرین حدیث کے اس نظریہ کی تغلیط کرتی ہے یہ ہے :-

واذ اسرّ النبيّ الى بعض ازواجه
حديثًا فلمّا نبّأت به واظهره الله
عليه عرّف بعضه واعرض عن بعض
فلمّا نبّأها به قالت من انبأك
هٰذا قال نبّأني العليم الخبير (تحریم ع)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک بیوی سے راز کی بات کہی اُس بیوی نے وہ راز افشاء کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو اطلاع دیدی کہ آپ کی بیوی نے وہ راز ظاہر کر دیا ہے۔

فرمائیے خدا نے اپنے نبی کو جو اس واقعہ کی اطلاع دی وہ اطلاع قرآن مجید میں کہاں مذکور ہے؟ معلوم ہوا وحی قرآن مجید کے علاوہ بھی ہے۔

اس کے علاوہ قرآن مجید سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کلام الٰہی صرف الفاظ کے ذریعہ نہیں ہوتا اس کی اور بھی صورتیں ہیں۔ فرمایا:-

وما كان لبشر ان يكلّمه الله
الّا وحيًا او من وراءِ حجابٍ
او يرسل رسولًا فيوحي باذنه
ما يشاء انّه عليٌّ حكيم (شوریٰ ع)

اس آیت میں کلام الٰہی کی تین قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک وحی، دوسرا کشف، تیسرا ذریعہ یُرسل رسولًا یعنی مکاشفہ۔ ظاہر ہے کہ ہر قسم دوسری سے الگ ہوتی ہے۔ قرآن مجید کی لغت کے مشہور امام راغب نے اس آیت میں رؤیا، القاء اور الہام تینوں مراد لئے ہیں۔

قرآن مجید سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء علیہم السلام نے رؤیا کو بھی واجب التعمیل جانا ہے۔ حدیبیہ کی طرف سفر بھی تو ایک رؤیا کی ہی تعمیل تھا۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے :-

لقد صدق الله رسوله الرؤيا
بالحقّ لتدخلنّ المسجد الحرام
إن شاء الله آمنين (فتح ع)

فرمائیے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے رؤیا واجب التعمیل تھی یا نہیں؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رؤیا دیکھی کہ وہ اپنے اکلوتے بیٹے (اسماعیلؑ) کو ذبح کر رہے ہیں۔ يا بُنَيَّ إنّي أرى في المنام أنّي أذبحك۔ بیٹے سے اس کی رائے لیتے ہیں تو فرمانبردار بیٹا کہتا ہے يا أبتِ افعل ما تؤمر۔ ابا جان! آپ کو یہ حکم خداوندی ہے آپ اسے بجا لائیں۔ یہاں وہ رؤیا کو ارشاد باری قرار دیتے ہیں۔

دیکھئے اس لطیف مضمون کو مامور زمانہ کس عمدہ پیرایہ میں بیان فرماتے ہیں۔ فرمایا:-

"وحی متلو کا خاصہ ہے جو اس کے ساتھ تین چیزیں ضرور ہوتی ہیں۔

اوّل مکاشفاتِ صحیحہ جو اخبارات

اور بیانات وحی کو کشفی طور پر ظاہر کرتے ہیں۔ گویا مخبر کو معائنہ کرا دیتے ہیں۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہشت اور دوزخ دکھایا گیا۔ تا وہ علم جو قرآن کے ذریعہ سے دیا گیا تھا زیادہ تر انکشاف پکڑ لے۔

دوئم۔ وحی متلو کے ساتھ رؤیائے صالحہ دی جاتی ہے جو نبی اور رسول اور محدث کے لئے ایک قسم کی وحی میں ہی داخل ہوتی ہیں۔ باوجود کشف کے رؤیا کی اسلئے ضرورت ہوتی ہے تا علم استعارات کا جو رؤیا پر غالب ہے وحی یاب پر کھل جائے۔

سوئم۔ وحی متلو کے ساتھ ایک خفی وحی عنایت ہوتی ہے جو تفہیمات الٰہیہ سے نامزد ہو سکتی ہے۔ یہی وحی ہے جس کو وحی غیر متلو کہتے ہیں اور متصوفہ اس کا نام وحی خفی اور وحی دل بھی رکھتے ہیں۔ اس وحی سے یہ غرض ہوتی ہے کہ بعض مجملات اور اشارات وحی متلو کے منزل علیہ پر ظاہر ہوں۔

سو یہ وہ تین چیزیں ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اوتیت الکتاب ومثلہ کا مصداق ہیں۔

یہ مؤیدات ثلٰثہ یعنی کشف، رؤیا اور وحی خفی در اصل امور زائدہ نہیں ہوتے بلکہ وحی متلو کے جو متن کی طرح ہے مفسّر اور مبیّن ہوتے ہیں۔"

(الحق ص۱۰۶-۱۰۷)

منکرینِ حدیث نے بھی تسلیم کیا ہے کہ وحی خواہ کسی طریقے سے آئے وہ واجب التعمیل ہے اور وحی کی اِن صورتوں کو بھی انہوں نے ایک حد تک تسلیم کیا ہے۔

پس ثابت ہوا "ما اوحی الی محمدٍ" صرف قرآن مجید ہی نہیں ہے اور خدا کے کلام کی صورت رؤیا، مکاشفہ اور القاء بھی ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ قرآن مجید ایک خاص وحی یعنی وحی متلو ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام آپ کی رؤیا، مکاشفات اس وحی سے خارج نہیں بلکہ اس کی تفسیر ہیں۔ چنانچہ مامورِ زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سارا کلام وحی ہوتا تھا مگر قرآن شریف ایک خاص وحی ہوتا، وہ ایک نور ہوتا۔"

(ملفوظات حصہ دوئم ص۲۲)

اس بارے میں معترض کو اس پر بھی غور کرنا چاہیئے کہ اگر صرف قرآن کی ہی اتباع کا حکم ہے تو اطیعوا اللہ کے ساتھ واطیعوا الرسول کے حکم کی کیا ضرورت تھی؟

اعتراض دوئم

منکرینِ حدیث کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ اگر قرآن کے علاوہ کوئی اور چیز بھی رسول کا فریضہ تھا تو چاہیئے تھا کہ اسے بھی محفوظ اور مستند طور پر اُمّت کو دیکر تشریف لے جاتے۔

لیکن نہ رسول نے ایسا کیا اور نہ صحابہ کبار نے اسکی ضرورت سمجھی۔ اس داخلی شہادت سے واضح ہے کہ رسول اللہ نے اُمت کے لئے ایک ہی چیز چھوڑی تھی اور وہ کتاب اللہ تھی۔

الجواب :۔ خود پرویز صاحب نے مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی کے مسلک پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ تحریر فرمایا ہے کہ اس کی یہ غلطی تھی کہ اُس نے حضور علیہ السلام کا منصب صرف اس قدر سمجھا کہ آپ معاذ اللہ ایک چٹھی رساں تھے کہ خدا کا پیغام بندوں تک پہنچا دیا لیکن اب آپ خود اسی غلطی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی فرض تھا کہ خدا کے قول کو فعل کی صورت میں کرکے دکھائیں اور اُمت کو اس پر عمل کرائیں۔ اسے اہلِ علم نے تعامل اور روشِ نبوی سے تعبیر کیا ہے اور سنت کو طلوعِ اسلام بھی سند مان چکا ہے۔ چنانچہ اپنے کتابچہ "الزامات کی حقیقت" میں وہ لکھتے ہیں:۔

"اب سوچئے کہ جو شخص مثلاً نماز کے مروجہ طریق میں نہ خود ردّ و بدل کرتا ہے نہ کسی اور شخص کو اس کا حق دیتا ہے وہ سنتِ رسول کو حجت نہیں مانتا تو اور کیا کرتا ہے۔ حجت کے معنے یہی ہوتے ہیں نا کہ اسے سند سمجھا جائے اور کسی شخص کو اس میں ردّ و بدل کرنے کا مجاز نہ سمجھا جائے۔" (الزامات کی حقیقت شائع کردہ ادارہ طلوعِ اسلام لاہور)

منکرینِ حدیث بتلائیں کہ یہ سنت، قرآن کے علاوہ کوئی اور چیز ہے یا نہیں اور یہ رسول علیہ السلام نے اُمت کو دی یا کسی اور نے؟ اور محفوظ اور مستند طور پر دی یا غیر محفوظ اور غیر مستند طور پر کہ جس میں ردّ و بدل کا آپ بھی کسی کو مجاز نہیں سمجھتے؟

باقی رہا یہ امر کہ صحابہؓ نے اس کی ضرورت سمجھی یا نہیں تو اس کا مفصل جواب تو میں آگے چل کر دوں گا۔ یہاں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ صحابہؓ شمعِ رسالت کے گرد پروانہ وار گھومتے تھے۔ وہ اُس مچھلی کی طرح تھے کہ جو محفلِ نبوی کے آب کے بغیر بے تاب ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے تو صحابہ ایک دوسرے سے کہتے اجلس بنا نؤمن ساعۃً یعنی آؤ کچھ دیر مل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ خیر کرکے اپنے ایمان کو تازہ کریں۔ اللہ اللہ! اُن کے لئے ذکرِ رسول تو ایمان کے اضافہ کا موجب تھا، ایمان کو زندہ رکھنے کا سبب تھا لیکن تیرہ سو سال بعد آنے والے مسلمان کے ایمان کیلئے حدیثِ رسول کی ضرورت نہیں ہے ؎

ببیں تفاوتِ راہ از کجا است تا بکجا

اور یہاں یہ بھی ذکر کر دوں کہ قول اللہ کو ہم تک پہنچانا اگر رسول اللہ کا فرض تھا تو قولِ رسول کو محفوظ کرنا اور دوسروں تک پہنچانا اُمت کا فرض تھا۔ اور تاریخ شاہد ہے کہ مسلمانوں سے بہتر کسی قوم نے اپنے رسول کے اقوال کی حفاظت نہیں کی۔

تیسرا اعتراض ایک اعتراض منکرینِ حدیث کی طرف سے یہ کیا جاتا ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث کے لکھنے

سے منع فرمایا تھا۔ پس حدیثوں کی کتابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے خلاف ہے۔ ارشادِ نبوی تھا لا تکتبوا عنّی غیر القرآن کہ سوائے قرآن کے اور کوئی چیز نہ لکھو۔ ومن کتب عنّی غیر القرآن فلیمحہ (مسلم کتاب الزہد)

الجواب:- اس ارشاد کا یہ مفہوم ہرگز نہیں کہ مسلمان کسی بھی زمانہ میں سوائے قرآن کے اور کوئی چیز نہ لکھیں۔ ہم معترض سے دریافت کرنے کا حق رکھتے ہیں کہ کیا صحابہ کرامؓ کو حدیث سے استدلال اور استنباطِ مسائل سے بھی منع کیا تھا یا آپ کے نزدیک صرف کتابتِ حدیث منع تھی؟ اور اس میں کیا حکمت تھی کہ صحابہ اور اُمت ارشاداتِ رسولؐ سے دینی مسائل کا استخراج تو کر سکتے ہیں لیکن اس کی کتابت منع ہے؟

اصل بات یہ تھی کہ ابتدائی ایام میں کتابتِ حدیث سے منع کیا تھا تا قرآن مجید کے ساتھ التباس نہ ہو جائے۔ اسلئے بعض نے تو یہ کہا ہے کہ حدیث کی کتابت کا حکم امتناعی صرف کاتبینِ قرآن کو تھا۔ لیکن اگر حکم عام بھی ہو تو بھی علت یہی تھی کہ ابھی ذہن پورے طور پر قرآن و حدیث میں امتیاز نہ کر سکتا تھا اور التباس و اختلاط کا اندیشہ تھا لہٰذا حدیث کے لکھنے سے منع فرمایا۔ ایک حدیث میں ہے:-

"أکتابٌ مع کتاب اللّٰہ امحضوا
کتاب اللّٰہ و اخلصوہ۔"

کہ خدا کی کتاب کے ساتھ لکھتے ہو۔ خدا کی کتاب کے ساتھ تو کسی چیز کی ملونی نہ ہو اسے خالص رہنے دو۔ ورنہ یہ نہیں کہ حدیث کی کتابت کی کبھی بھی اجازت نہ ہوئی تھی۔ مستند تاریخ سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے ارشادات دیار و امصار کو بھجوانے کیلئے تحریر کروائے۔ بادشاہوں کو تبلیغی خط تحریر کروائے۔ حجۃ الوداع کے موقعہ پر کہ جو آپ کی زندگی کے آخری ایام کا واقعہ ہے آپؐ نے ابوشاہ نامی صحابی کو اُس کی درخواست پر اپنا خطبہ لکھوا کر دیا۔ کیا یہ سب کچھ قرآن کے علاوہ نہ تھا؟ پھر یہ کیوں لکھا جاتا تھا؟ پھر یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کبار صحابہ احادیث قلمبند کرتے تھے اور یہ کیسے باور کیا جا سکتا ہے کہ یہ بزرگان جن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں بسر ہوتا تھا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک واضح حکم کی نافرمانی کرتے۔

حضرت انسؓ احادیث لکھواتے تھے اور اپنے بچوں کو بھی پڑھاتے تھے اور اپنی لکھی ہوئی احادیث کو کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھی پیش کرتے تھے۔

عمروؓ بن حزم مشہور صحابی کو جب یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تحریری ہدایات دیں۔ حضرت علیؓ کے پاس احادیث کا ایک مجموعہ تھا۔ حضرت عبداللہؓ بن اوفیٰ حدیثیں لکھا کرتے تھے۔ سمرہؓ بن جندب نے احادیث جمع کیں۔ سعدؓ بن ربیع مشہور شہید اُحد کی تالیف کا ذکر اسد الغابہ میں آتا ہے۔ حضرت عبداللہؓ بن مسعود نے احادیث جمع کی تھیں جو اُنکے

بیٹوں میں منتقل ہوئیں۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیض یافتہ اکابر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی تعمیل نہ کرنا چاہتے تھے؟

صرف قرآن کو دستورِ حیات کہنے والے یہ بھی تو غور فرمائیں کہ قرض کے بارہ میں تو اسلام کا حکم ہے کہ لکھ لیا کرو تا کہ تنازع اور اختلاف کے وقت فیصلہ کرنے میں آسانی رہے تو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو ہی محفوظ کرنے کی ضرورت نہ تھی کہ اُمّت کے تنازعات کے وقت اِن کی طرف رجوع کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے:۔

فان تنازعتم فی شیٔ فردّوہ الی اللہ والرسول۔

اور آج رسول سے اپنے تنازعات طے کروانے کی اس کے علاوہ اور کیا صورت ہو سکتی ہے کہ آپ کے ارشادات کو اپنے مسلک کی کسوٹی اور معیار بنایا جائے۔

چوتھا اعتراض

ایک اعتراض منکرین حدیث کی طرف سے یہ کیا جاتا ہے کہ اگر احادیث کی کوئی دینی حیثیت تھی تو خلفائے راشدین نے اس کی کتابت کیوں نہ کروائی؟

الجواب:۔ جب تک قرآن کی حفاظت کے متعلق تمام خدشات دور نہ ہو جاتے اور اسکی حفاظت کا انتظام جو منشاء خداوندی ہی کے ماتحت تھا نہ ہو جاتا اور اس بارہ میں صحابہؓ تمام ممکنہ فتنوں کا دروازہ بند نہ کر لیتے وہ احادیث کی تدوین کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتے تھے اور نہ انہیں متوجہ ہونا چاہئیے تھا۔ قرآن پاک کو تقدم حاصل ہے لہذا اُسے مقدم کیا گیا۔ اس کے بعد سُنّت کی اہمیت تھی جو کہ مدارِ اسلام ہونے میں حدیث پر مقدم تھی۔ لہذا جزئیاتِ دین یعنی احادیث کی تالیف و تدوین کا موقعہ اس کے بعد آیا۔

ہمارے اِس بیان سے یہ نہ سمجھا جائے کہ خلفائے راشدین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے غفلت برتتے تھے یا اُمّت کے فیصلوں میں اس سے راہنمائی نہ حاصل کرتے تھے۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ خلفاء نے عمّال کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات لکھ کر بھجوائے۔

پس باوجودیکہ بعض صحابہ احادیث قلمبند کرتے تھے پھر بھی اُن کے مبارک زمانہ تک اس علم کی تدوین کی خاص ضرورت نہ تھی کیونکہ اُن میں سے ہر ایک بذاتِ خود چلتی پھرتی حدیث کی کتاب تھی۔

پانچواں اعتراض

ایک اعتراض منکرین حدیث کی طرف سے یہ کیا جاتا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے احادیث کے مجموعے کو جلا دیا تھا معلوم ہوا آپ نہ چاہتے تھے کہ احادیث کو جمع کیا جائے۔

الجواب:۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ:۔

"خشیت ان امرت وھی عندی
فیکون فیہا احادیث عن رجل
قد ائتمنتہ ووثقتہ ولم
یکن کما حدثنی فاکون

قد نقلت ذالک فلا یصح ۔"
(تذکرۃ الحفاظ جلد ا صفحہ ۵)
مجھے اس بات سے خوف ہوا کہ مجھے اس حالت میں وفات آ جائے کہ میرے پاس یہ احادیث ہوں جنہیں میں نے امانت دار اور ثقہ اشخاص سے روایت کیا ہے اور اصل میں احادیث جس طرح انہوں نے بیان کی ہے نہ ہوں اور میں نے نقل کر دیں تو یہ طریق صحیح نہیں ہوگا ۔"

یہ حوالہ واضح طور پر بتلا رہا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے وہ احادیث اسلئے جلا دی تھیں کہ قابل اعتماد نہ تھیں
حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے :-

" کچھ حدیثیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جمع کی تھیں لیکن پھر تقویٰ کے خیال سے انہوں نے وہ سب حدیثیں جلا دیں کہ یہ میرا سماع بلاواسطہ نہیں ہے خدا جانے اصل حقیقت کیا ہے ۔"
(ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی)

حضرت ابوبکرؓ کی زندگی کے تین مشہور تاریخی واقعات بھی اس امر کی روشن دلیل ہیں کہ حدیث کے بارہ میں آپ کا مسلک منکرین حدیث کے خلاف ہے ۔

اول ۔ سقیفہ بنی ساعدہ میں جب خلافت کے بارہ میں تنازع چل نکلا تھا تو آپ نے مشہور حدیث " الائمۃ من قریش " سے ہی استدلال فرمایا تھا ۔ جسے تمام موجود صحابہ نے تسلیم کیا تو امت کا سب سے پہلا تنازع حدیث سے ہی حل ہوا ۔

دوم ۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدفن کا معاملہ بھی آپ نے قول رسول سے ہی طے کیا تھا آپ نے فرمایا تھا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جہاں میری وفات ہو میرا مدفن وہیں ہو ۔ چنانچہ حضرت عائشہ کے حجرہ میں ہی آپ مدفون ہوئے ۔

سوم ۔ ایک اہم معاملہ وراثت نبوی کا بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حدیث سے ہی طے کیا ۔ لا نورث ما ترکنا فھو صدقۃ ۔ کہ آپ کی مقبوضہ جائداد ورثاء میں تقسیم نہیں ہوگی ۔

ان تاریخی واقعات سے اظہر من الشمس ہے کہ بانی اسلام کے منشاء کو سب سے زیادہ سمجھنے والے حدیث رسولؐ سے استنباط کرتے اور اُسے حجت مانتے اور اُمت کے بڑے بڑے مسئلے ارشادات رسولؐ کے ذریعہ ہی فیصلہ فرماتے تھے کیا منکرین حدیث اپنے مسلک کو صدیق اکبر کے مسلک کے مطابق کرنے کے لئے تیار ہیں ؟

چھٹا اعتراض

ایک اعتراض منکرین حدیث کی طرف سے یہ کیا جاتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ احادیث کو بیان کرنے سے منع فرماتے اور اس بارہ میں بہت سختی فرماتے تھے ۔

الجواب :- حقیقت یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حدیث کے بارہ میں بہت احتیاط فرمائی اور یہ احتیاط اس امر کی دلیل ہے کہ آپ اس قیمتی سرمایہ کو ہر جہت سے محفوظ رکھنا چاہتے تھے ۔ ایک بار حضرت ابو موسیٰ

اشعریؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور باہر سے تین دفعہ سلام عرض کیا اور جواب نہ پاکر واپس چلے آئے۔ پھر جو حضرت عمرؓ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے ان سے چلے آنے کی وجہ پوچھی۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پیش کردی کہ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ کسی کے گھر جاؤ تو تین دفعہ اجازت مانگو۔ اگر اجازت نہ پاؤ تو واپس آجاؤ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا شہادت پیش کرو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا تھا۔ چنانچہ حضرت ابوسعید خدریؓ نے گواہی دی کہ ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی فرمایا تھا تو آپ نے فرمایا:۔

اما انی لم اتھمك ولكن
خشيت ان يتقول الناس
على النبي صلى الله عليه وسلم۔

کہ میرا مقصد تمہیں کوئی الزام دینا نہ تھا میں تو صرف اس امر کا سد باب کرنا چاہتا ہوں کہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط اقوال منسوب نہ کرنے لگ جائیں۔

اور دوسری جگہ کتابت حدیث نہ کرانے کی وجہ یوں بیان فرمائی کہ کتاب اللہ کو چھوڑ کر لوگ حدیثوں پر ہی نہ جھک جائیں:۔

وانی ذکرت قوما کانوا قبلکم
کتبوا کتبا فاکبوا علیها وترکوا
کتاب الله انی والله لا البس
کتاب الله بشیٴ ابدا۔

(تدریب الراوی صفحہ ۱۵۱)

اور دوسری روایت میں ہے۔ والله لا اشوب کتاب الله بشیٴ ابداً (بیان اللسان صفحہ ۲۷۹) خدا کی قسم میں کتاب اللہ کے ساتھ کسی چیز کو مخلوط نہ ہونے دوں گا۔

پس حضرت عمرؓ حدیث کو اس کے صحیح مقام پر رکھنے اور قرآن پاک کے متوازی بنائے جانے سے بچانے میں بالکل حق بجانب تھے۔ حدیث کا مقام بہرصورت قرآن اور سنت کے بعد ہے اور اس مقام کے قیام کے لئے اگر کوئی ولی الامر سختی کرتا ہے تو وہ اس میں حق بجانب ہے۔

ساتواں اعتراض

ایک اعتراض منکرین حدیث کی طرف سے یہ کیا جاتا ہے کہ حدیث میں روایت بالمعنی ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ اگر اصل الفاظ محفوظ نہ ہوں تو مضمون بھی محفوظ نہیں رہ سکتا۔

الجواب۔ ہم نے یہ نہیں کہا کہ حدیث کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے قرآن کی مانند کی ہے۔ قرآن خدا کا کلام ہے اور اس کی حفاظت کا وعدہ خدا تعالیٰ کی طرف سے تھا۔ لہذا اس کی حفاظت کی مانند حدیث کی حفاظت نہ ہو سکتی تھی نہ ہونی چاہیئے تھی۔ قرآن قانون اول ہے اور اس کے بعد ضروریات دین تعامل کے رنگ میں محفوظ ہیں۔ حدیث کا درجہ اس کے بعد آتا ہے۔ پس حدیث کا ایک حصہ تو تعامل کے رنگ میں محفوظ ہو گیا دوسرے حصہ میں صحابہ اور محدثین نے تمام ممکن احتیاطیں برتیں۔ وہ اس بارہ میں پوری احتیاط کرتے کہ جو الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے ہم وہی آگے پہنچائیں اور حتی الوسع مترادفات بھی استعمال نہ کریں۔ اس کے لئے ترمذی کی پہلی حدیث ملاحظہ فرمائیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا تقبل صلوٰۃ بغیر طھور کہ نماز وضو کے بغیر قبول نہیں ہوتی

دوسرے راوی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِلّا بطھورٍ فرمایا تھا۔ دیکھئے یہاں مفہوم کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن راوی کی کوشش یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی الفاظ روایت کئے جائیں اور اس کی سینکڑوں مثالیں حدیث سے دی جا سکتی ہیں۔

آٹھواں اعتراض

منکرینِ حدیث کی طرف سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کی اس بُری حالت کی ذمہ داری تمام تر مُلّا اور اس کے حدیثی اسلام پر ہے۔

الجواب:۔ معاف کیجئے طبیب حاذق وہ ہے جو مرض کی صحیح تشخیص کرے۔ اگر مُلّا حدیث کو سمجھ نہیں سکا تو اس میں حدیث کا کیا قصور۔ اگر ریاکار کے لئے نماز ہلاکت بنتی ہے تو اس میں نماز کا قصور ہے یا ریاکار کی ریاکاری کا؟ اگر مُلّا نے حدیث کو سمجھا نہیں تو اس میں مُلّا کے فہم کا قصور ہے نہ کہ حدیث کا۔ قرونِ اولیٰ کا مسلمان ارشادِ خداوندی اور ارشادِ نبوی پر عمل کر کے دنیا کا معلّم بن گیا تھا' اس کا کردار بے مثال تھا' اُس کا جذبہ بے پایاں تھا' اس کے فکر و نظر میں گہرائی تھی تو اس کے عزم میں بلندی۔ مسلمانوں کی زبوں حالی کا سبب قرآن کو نہ سمجھنا اور حدیث کی عدمِ تفہیم ہے۔ اگر آج بھی مسلمان خدا کے منشاء اور رسولؐ کے مفہوم کو سمجھ لے اور اس پر عمل پیرا ہو جائے تو وہ آج بھی دنیا کا راہنما بن سکتا ہے۔ پس آؤ اِسے صحیح قرآن سکھانے کی کوشش کریں۔ اِسے خدا کے رسول کا منشاء سمجھانے کے لئے کمربستہ ہو جائیں۔ اسے خدا کی راہ دکھانے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دیں۔

نواں اعتراض

منکرینِ حدیث کی جانب سے یہ اعتراض کیا جاتا ہے۔ کہ بعض احادیث وضعی ہیں اور جب کسی چیز میں آمیزش ہو جائے تو اُس پر اعتماد کیسے کیا جا سکتا ہے؟

الجواب:۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ بعض احادیث وضعی بھی ہیں لیکن اُن کی نشاندہی کر دی گئی ہے۔ علمِ روایت اور علمِ درایت کے لئے محکم معیار وضع کر دیئے گئے ہیں جن پر ہم کسی بھی حدیث کو پرکھ کر حدیث کی صحت یا عدمِ صحت کا فیصلہ کر سکتے ہیں۔ پس جب کسوٹی موجود ہے تو گھبرانے کی کونسی بات ہے؟ بتلایئے اگر جواہرات میں چند سنگریزے شامل ہو گئے ہوں تو کیا ان تمام موتیوں اور جواہرات کو اسلئے سمندر میں پھینک دیا جائے کہ اُن میں چند سنگریزے بھی شامل ہیں؟ اور اگر کوئی ایسا کرے تو کیا ہم اُس کو صحیح دل و دماغ کا مالک قرار دیں گے؟

پس تُو جوہری بن کر موتیوں کی قدر کر۔ سادہ لوحی سے ان کو خاک میں نہ رول کہ اس سے موتیوں کی آب میں تو فرق نہیں پڑے گا ہاں دنیا تیرے متعلق اچھی رائے قائم نہ کرے گی۔

دسواں اعتراض

معترض نے حدیث کو رد کرنے کے لئے صحابہ پر بھی حملہ کیا ہے۔ عبارت پہلے گزر چکی ہے۔

أمّا الجواب:۔ قرآنِ کریم نے تو ان قدسیوں کے گروہ کو رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ کا سرٹیفکیٹ عطا فرمایا لیکن تیرہ سو (۱۳۰۰) سال بعد آنے والے ایک مسلمان نے اپنے ان بزرگوں کو معاف نہیں کیا اور وہ

بھول گیا کہ دنیا پر اگر کسی دَور میں بہترین انسان پیدا ہوئے تو وہ یہی دَور تھا۔ چنانچہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں خیر القرون قرنی ثمّ الذین یلونھم ثمّ الذین یلونھم کہ دنیا میں بہترین صد سالہ دَور کی نسل وہ ہے جس میں میں آیا ہوں اس کے بعد وہ لوگ جو ان کے معاً بعد ہوں گے پھر وہ جو اُن کے معاً بعد ہونگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوّتِ قدسیہ کی دلیل صحابہؓ کا وجود تھا لیکن ان کا جو نقشہ منکرِ حدیث نے کھینچا ہے وہ کسی خلف الرشید کو زیب نہیں دے سکتا۔

افسوس صد ہزار افسوس منکرِ حدیث اپنی مطلب برآری کے لئے ایسی احادیث تو پیش کرتا ہے کہ فلاں صحابی سے فلاں بشری کمزوری سرزد ہوئی لیکن منھم من قضیٰ نحبہٗ و منھم من ینتظر کے مصداق صحابہؓ کے وہ واقعات پیش نہیں کرتا۔ جن کی نظیر لانے سے پوری دنیا کی تاریخ قاصر ہے۔ وہ کانٹے تو نمایاں کرتا ہے لیکن پھول ہماری آنکھوں سے اوجھل رکھنا چاہتا ہے۔

معترض کو بنی امیہ کا یزید تو نظر آیا لیکن اُسے عمر بن عبدالعزیز نظر نہ آیا جس نے دنیا کے سامنے خلافتِ راشدہ کے دَور کو دوبارہ زندہ کر دیا۔ انہیں ابنِ مروان تو نظر آیا لیکن ابوہریرہؓ کے داماد سعید بن المسیبؓ نظر نہ آئے جو رات بھر ذکرِ الٰہی میں مصروف رہتے اور استغناء کا یہ عالم تھا کہ سلاطین کو بھی خاطر میں نہ لاتے۔

کسی نے سچ کہا ہے ؎

وعین الرضا عن کل عیب کلیلۃٌ
ولکنّ عین السخط تبدی المساویا

کہ جب انسان کسی سے راضی ہو تو اس کا کوئی عیب اُسے نظر نہیں آتا اور جب ناراضگی ہو تو اُس کی برائیاں ہی برائیاں نظر آتی ہیں۔"

جن کی تعریف خدا نے قرآن میں کر دی ان کی منقصت کرنا کسی متبع قرآن کو زیب نہیں دیتا۔ خدا کی قسم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسے بلند انسان پیدا کئے کہ دنیا کی تاریخ اُن کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

گیارھواں اعتراض

احادیث کے انکار اور متعلق ایک وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ احادیث میں تعارض ہے۔

ہمارا جواب یہ ہے کہ خدا کے رسول کا کوئی قول نہ تو خدا کے قول قرآن کے خلاف ہو سکتا ہے اور نہ اقوالِ رسولؐ میں باہمی تضاد ہو سکتا ہے اگر طبیعت میں ایمانداری ہو اور نفس بہانہ جُو نہ ہو تو تضاد حل ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے غور و فکر، مطالعہ، فنی مہارت اور خداداد استعداد کی ضرورت ہے۔ میں ذیل میں ایک تضاد آپ کے سامنے رکھتا ہوں تا آپ اندازہ کر سکیں کہ اس کے بارہ میں منکرینِ حدیث کا مسلک کس حد تک صحت مندانہ اور منصفانہ ہے۔

بخاری میں تین باب ہیں جن میں یہ ذکر ہے کہ وضوء میں اعضاء کو ایک ایک بار دھو لینے سے بھی ہو سکتا ہے اور دو دو بار بھی اعضاء کو غسل دیا جا سکتا ہے، اور تین تین بار بھی۔ الفاظ حدیث یوں ہیں۔ توضّأ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرّۃً مرّۃً۔ توضّأ

فعل ماضی ہے جس کا ترجمہ ہے آپ نے وضوء میں اعضاء کو ایک ایک بار دھویا لیکن معترض ترجمہ کرتا ہے کہ حضور وضوء میں ایک ایک مرتبہ اعضاء کو دھوتے تھے۔ تا یہ ثابت کیا جا سکے کہ حضور کا طریق ہی یہ تھا۔ اور جب اگلی حدیث پیش کی تو توضأ مرتین مرتین کا بھی ترجمہ کر دیا کہ حضور وضوء میں اعضاء کو دو دو مرتبہ دھوتے تھے۔ اور ہر جگہ غلط ترجمہ کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ دیکھئے کتنا تضاد ہے۔ (دو اسلام صفحہ ۲۴۲-۲۴۳) حالانکہ حدیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے ایک ایک مرتبہ بھی اعضاء کو دھویا اور دو دو مرتبہ بھی دھویا اور تین تین مرتبہ بھی۔ گویا یہ تینوں طریق جائز ہیں۔ مختلف اوقات کے مختلف واقعات کے بیان کو تضاد کہنا منطقی غلطی ہے۔

پس اے معترض! اقوال رسول میں تضاد پیدا کرنے کی کوشش نہ کر اور سوچ کہ ایک دن ہم خدا کے سامنے پیش ہوں گے اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر احتجاج کیا کہ انہوں نے میرے اقوال کو غلط معنے پہنا کر ان میں ناحق تضاد پیدا کرنا چاہا تو آپ کا کیا جواب ہوگا؟ (باقی)

قابل توجہ

آئندہ شمارہ درویشانِ قادیان نمبر ہوگا۔ دفتر پوری چیکنگ کے بعد رسالے پوسٹ کرتا ہے مگر آپ مزید احتیاط کے لئے اگر یہ خاص نمبر بذریعہ رجسٹری منگوانا چاہیں تو پچاس نئے پیسے کا ٹکٹ ارسال فرما دیں۔

(مینیجر الفرقان ربوہ)

حضرت میجر ڈاکٹر ظفر حسن صاحب کا انتقال

حضرت ڈاکٹر صاحب موصوف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی اور سلسلہ کے فدائی انسان تھے۔ تقسیم ملک سے قبل جب آپ قادیان میں پنشن لیکر آئے تو نہایت محبت سے غرباء کا علاج کرتے تھے اور ہمیشہ خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے۔ بہت مرنجاں مرنج بزرگ تھے۔

آپ کی ولادت ۲۰ دسمبر ۱۸۸۱ء کو دھرمکوٹ رندھاوا ضلع گورداسپور میں ہوئی تھی۔ ۱۹۰۷ء میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی جسے آخری وقت تک پوری وفاداری سے نبھایا۔ آپ کی وفات ۲۵/۲۶ جون ۱۹۶۳ء کی شب کو لاہور چھاؤنی میں ہوئی۔ آپ موصی تھے۔ جنازہ ربوہ میں لایا گیا۔ آپ بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے۔ آپ زندگی بھر مالی قربانی اور تبلیغ کا نمونہ تھے۔ آپ نے اپنے بعد اپنے پیچھے اکیس (۲۱) بچے، بیٹے، بیٹیاں، نواسے نواسیاں اور پوتے پوتیاں چھوڑے ہیں۔ آپ اپنے ہر نواسے کو تاکید فرماتے تھے کہ اپنی والدہ کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہنا۔ آپ کو اپنی بچیوں کا بہت خیال رہتا تھا۔ چنانچہ آخری ایام میں اپنی ایک بیوہ لڑکی کی دلجوئی اور مدد کی خاطر لاہور چھاؤنی میں اسکے پاس رہائش رکھتے تھے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب موصوف کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور انکے پسماندگان کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔ امید ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے نواسے مولوی ناصر احمد صاحب ظفر یا اور کوئی عزیز ان کے مفصل حالات لکھیں گے۔ میں نے ذاتی طور پر ڈاکٹر صاحب کو ایک بزرگ انسان پایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

خاکسار۔ ابوالعطاء جالندھری

حاصل مطالعہ

(جناب چودھری ارشاد علی خان صاحب مظفر گڑھ)

[میں آجکل ملفوظات مولوی اشرف علی صاحب تھانوی پڑھ رہا ہوں۔ ان کا ایک رسالہ جس کا نام "الظہور" الملقب بسر المولد النبوی من المثنوی المعنوی" ہے۔
رسالہ مذکورہ در اصل تو میلاد نبوی کے متعلق لکھا گیا ہے مگر اس میں مولانا روم کے ان بعض اشعار کی تشریح ہے جو دفتر سادس میں ہیں۔ ان اشعار کی شرح میں ختم نبوت کی وہی تشریح کی گئی ہے جو احمدی مسلک کے مطابق ہے۔ ایک حوالہ درج ہے:-]

" بہر ایں خاتم شد است او کہ بجود
مثل او نے بود نے خواہند بود

آپ اس سبب سے خاتم ہوئے ہیں کہ فیوض و علوم کے جود و عطا میں آپ کا مثل نہ ہوا اور نہ ہوگا۔ کمالات کے تمام مراتب آپ پر ختم ہو گئے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ خاتم زمانی ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ آپ خاتم مطلق ہیں زماناً بھی اور کمالاً بھی۔ اور خاتمیت کے یہ معنی جو اس شعر میں مع شعر مابعد کے مذکور ہیں وہ ہیں جو حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تحذیر الناس میں بیان فرمائے ہیں جس پر مبتدعین نے مولانا پر بے حد شور مچایا ہے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کو یہ اشعار ملے نہیں، ورنہ سہولت کے ساتھ فرما دیتے کہ خاتمیت کے یہ معنی کرنے میں میں تنہا نہیں ہوں۔ مولانا روم نے بھی اس کو لیا ہے۔ قال

چونکہ در صنعت برد استاد دست
نے تو گوئی ختم صنعت بر تو است

تمثیل کے طور پر فرماتے ہیں کہ دیکھو جب کسی صنعت میں استاد سبقت لے جاتا ہے تو تم اس کو کہتے نہیں یعنی یہ کہتے ہو کہ یہ صنعت تجھ پر ختم ہے۔ اسی طرح حضور خاتم کمالات ہیں یعنی آپ کا مثل کمالات میں کوئی نہیں ہے۔ پس یہ معنی ہیں خاتمیت کے یعنی ختم زمانہ کے ساتھ آپ اس طرح بھی خاتم ہیں۔

در کشاد ختم ہا تو خاتمی
در جہاں روح بخشاں خاتمی

اوّل تو قوت فیضان کے اندر آپ کا خاتم ہونا بیان فرمایا تھا۔ اس شعر میں نقصان استعداد کی مہروں کے فاتح ہونے کے اعتبار سے آپ کا خاتم ہونا ظاہر فرماتے ہیں کہ آپ مہروں کے کھولنے میں خاتم ہیں اور روح بخش حضرات یعنی انبیاء کے عالم میں آپ بمنزلہ خاتم ہیں اور اس تقریر میں یہ عجیب لطیفہ ہے یعنی آپ فاتح ہونے میں بھی خاتم ہیں۔ وجہ لطافت کی یہ ہے کہ فاتح اور خاتم کے معنی میں تقابل ہے۔ اور یہاں بجائے تقابل کے ایک دوسرے کا مکمل ہے۔" (صفحہ ۴۵-۴۶)

شذرات

۱۔ علماء کی نوک جھونک کا نمونہ

"شیعہ مولوی۔ یہی سُنا جاتا ہے کہ فلاں سُنّی شیعہ ہوگیا فلاں سُنّی شیعہ ہوگیا اور یہ کبھی نہیں سُنا جاتا کہ فلاں شیعہ بھی سُنّی ہوگیا ہے۔ مولانا اسمٰعیل صاحب اس حقیقت کا خود مجسّم ثبوت ہیں کہ وہ پہلے سُنّی تھے اور اب شیعہ ہیں۔"

علّامہ خالد محمود صاحب "یہ تو ہمیشہ سُنا جاتا ہے کہ دودھ پھٹ گیا اور خراب ہوگیا لیکن یہ کبھی نہیں سُنا گیا کہ پیشاب بدل کر دودھ بن گیا۔ پانی پر پیشاب بننے کی نوبت تو آتی ہے مگر پیشاب پانی بنتا کبھی نہیں سُنا گیا۔" (اخبار دعوت لاہور ۲۸ جون ۶۳ء)

۲۔ مودودی صاحب کا تیار کردہ غلافِ کعبہ؟

حاجی شیخ محمد حیات وغیرہ کے حوالہ سے "کوہستان" (راولپنڈی) ۷ جون ۶۳ء لکھتا ہے:۔

"چونکہ مودودی صاحب نے غلافِ کعبہ کو گھر گھر پھرایا ہے اور خلاف شرع اس کی تشہیر کی گئی اس لئے حکومتِ سعودیہ نے اسے قبول نہیں کیا۔ اس کے ساتھ ہی حکومت نے اپنے سفیر متعینہ کراچی سے جواب طلب کیا ہے کہ غلافِ کعبہ کے سلسلے میں خلافِ شرع حرکات کیوں کی گئیں؟

مولانا ابوالحسنات مرحوم کے صاحبزادے مولانا خلیل احمد صاحب نے مولانا غلام غوث ہزاروی کو بتایا کہ مودودی والا غلاف نہیں چڑھایا گیا۔ اسی طرح اور بہت سی شہادتیں موجود ہیں نیز سب سے بڑی شہادت یہ ہے کہ امسال کعبۃ اللہ پر چڑھنے والے غلاف پر لکھا ہے کہ یہ مکہ میں تیار کیا گیا۔"

(ماہنامہ تبصرہ لاہور جولائی ۶۳ء)

۳۔ شیعہ صاحبان کا قابلِ اعتراض عمل

ایڈیٹر صاحب الاعتصام لکھتے ہیں:۔

"شیعہ حضرات کا طرزِ عمل یہ ہے کہ وہ اپنے جلسوں میں، امام باڑوں میں اور مجلسوں میں صحابہ کرام، ازواج مطہرات اور خلفاء ثلاثہ (حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین) رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تنقیص کرتے، ان پر سبّ و شتم کرتے اور تبرّہ کہتے ہیں۔ اور ایسا کرنا شیعہ کے نزدیک ضروری ہے۔"

(الاعتصام لاہور ۱۴ جون ۶۳ء)

عطاء المجیب راشد

تلخ و شیریں

◉ "تنظیم اہلحدیث" لاہور میں شائع ہونے والی ایک نظم کا شعر:-

"عظمتِ رفتہ کی تجدید نہیں کچھ مشکل
آج اگر ہم دلِ کافر کو مسلماں کردیں"

—— اس بات کی صداقت میں کسے کلام ہے لیکن ان لوگوں کے بارہ میں کیا ارشاد ہے جو ایک مسلم فرقہ کے صدقِ دل سے اسلامی عقائد پر ایمان لانے اور مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنے کے باوجود اسے کافر قرار دینے کو "خدمتِ اسلام" تصور کرتے ہیں؟

◉ چنیوٹ میں یوم عاشورہ کے موقعہ پر دنگا فساد کر چکنے کے بعد دونوں پارٹیوں کے سربراہوں کا سمجھوتہ ——

"آئندہ دونوں فرقے ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش نہیں کریں گے!"

—— جدید طرز معاہدہ کی ایک مثال:-

آئندہ دونوں فرقے انفرادی اور اجتماعی طور پر دوسرے مسلمانوں پر پوری مستعدی سے کیچڑ اچھالیں گے کیونکہ اس سے ان کا معاہدہ نہیں ٹوٹیگا!

◉ جمعیۃ العلماء اسلام کے امیر کی طرف سے عیسائیت کی تبلیغ پر تشویش کا اظہار:-

"مرکزی اور صوبائی حکومتوں سے تبلیغِ اسلام کے لئے رقم مخصوص کرنے کا مطالبہ"

—— تجویز نہایت معقول ہے لیکن یہ تبلیغ کریگا کون؟ کیا حضرت مسیح کو آسمان پر زندہ مان کر وہ الوہیتِ مسیح کے باطل عقیدہ کی تائید کرنے والے "علماء اسلام"؟

◉ امیر مذکور کا ایک اور مطالبہ:-

"عیسائی مشنریوں کی سرگرمیوں کی روک تھام کی جائے"

—— کیونکہ ہم خود ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ ہونے کے عقیدہ کی تبلیغ کرکے عیسائیت کی کافی سے زیادہ "خدمت" سرانجام دے رہے ہیں۔ یہ "سعادت" ہم "مسلم علماء" کے پاس ہی رہنے دی جائے۔

◉ روزنامہ "کوہستان" اس اطلاع کا ذمہ دار ہے کہ موضع ولیپال کے ایک کاندار نے جماعت احمدیہ سے علیحدگی اختیار کرلی ہے۔ اخبار کا کہنا ہے کہ "ایک رات اچانک گھبراہٹ سی محسوس ہوئی اور صبح انہوں نے راہِ راست پر آنے کا اعلان کردیا"

—— پوچھنا صرف یہ ہے کہ کیا یہ معاملہ کسی جگہ رک کے گا بھی؟

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مرجائیں گے
مر کے بھی چین نہ آیا تو کدھر جائیں گے

زندہ ایمان کے کرشمے

قبولِ احمدیت کی رُوح پرور داستان

(از حضرت حاجی عبد الکریم صاحب آف کراچی)

{یہ ایک نہایت ایمان افروز آپ بیتی ہے جو حضرت حاجی عبد الکریم صاحب آف کراچی نے لکھی ہے۔
دوسرے احباب بھی اپنے حالات بھجوائیں تا نئے احمدیوں کے ایمان میں اضافہ ہوتا رہے۔ (ایڈیٹر)}

اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کو محض اپنے فضل و کرم سے سلسلہ احمدیہ میں شرکت کی توفیق عطا فرمائی۔ الحمد للہ۔ ۱۹۱۲ء میں یہ عاجز سرگودھا میں تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ بورڈنگ ہاؤس میں رہتا تھا اس کے قریب ہی جامع مسجد تھی میں وہاں کے امام صاحب کو نماز فجر سے ½ گھنٹہ پہلے قرآن شریف ناظرہ سُنایا کرتا تھا اس خیال سے کہ اس میں کوئی غلطی کروں تو وہ اصلاح کر دیں۔ نمازیں اسی مسجد میں باجماعت ادا کیا کرتا تھا۔ ہمارے ہیڈ ماسٹر حافظ عبد الکریم صاحب بی۔ اے بی ٹی تھے۔ وہ بورڈنگ ہاؤس کے سپرنٹنڈنٹ بھی تھے۔ وہ بھی نماز کے پابند تھے، اسی مسجد میں نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ مگر جمعہ کی نماز وہ کسی اَور مسجد میں پڑھا کرتے تھے۔ ایک دفعہ جب وہ جمعہ کی نماز ادا کرنے جا رہے تھے تو مَیں بھی وضو کر کے اُن کے پیچھے پیچھے چلا گیا۔ جس مسجد میں انہوں نے نماز جمعہ ادا کی مَیں نے بھی وہاں نماز جمعہ ادا کی۔ نماز کے بعد وہ بورڈنگ کی طرف روانہ ہوئے۔ مَیں بھی اُن کے پیچھے جا رہا تھا۔ وہ مجھے اس مسجد میں دیکھ چکے تھے۔ تھوڑی دُور چل کر انہوں نے مجھے بلا کر دریافت کیا کہ تم نے اس مسجد میں نماز جمعہ کیوں پڑھی؟ مَیں نے کہا کہ مَیں آپ کے ساتھ ساتھ چلا آیا۔ حافظ صاحب نے فرمایا دیکھو یہ مسجد احمدیہ ہے۔ اِن لوگوں کو قادیانی بھی کہتے ہیں اور مرزائی بھی۔ مَیں نہ قادیانی ہوں اور نہ مرزائی۔ مگر یہاں اس لئے جمعہ کی نماز پڑھنے آتا ہوں کہ خطبہ میں امام یہاں قرآن شریف کی اچھی تفسیر بیان کرتے ہیں اس لئے یہاں نماز جمعہ ادا کرنے میں مزا آتا ہے۔ تم اگر چاہو تو یہیں نماز جمعہ ادا کیا کرو مگر دیکھو قادیانی یا مرزائی نہ ہونا۔

اس کے بعد میرے دل میں سوال پیدا ہوا کہ حافظِ قرآن ہیں، بی۔ اے بی ٹی ہیں، ان کو مسجد احمدیہ میں نماز پڑھنے میں لذّت آتی ہے مگر نہ وہ خود احمدی ہیں اور مجھے بھی منع

کرتے ہیں یہ عجیب بات ہے۔ اس وقت تک مجھے جماعت احمدیہ کے عقائد وغیرہ کا کوئی علم نہ تھا۔ عشاء کی نماز کے بعد بھی میں دیر تک یہی سوچتا رہا۔

ایک خواب

رات کو میں نے خواب دیکھا کہ ایک مذہبی لیکچر ہے اور لوگ اس کو سننے جا رہے ہیں میں بھی چلا گیا۔ وہاں ایک بزرگ نے تقریر فرمائی کہ اسلام زندہ مذہب ہے، اس کا خدا زندہ ہے، اس کا رسول زندہ ہے، اس کی کتاب زندہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس زمانہ میں اسلئے بھیجا ہے کہ میں اسلام کی صداقت ثابت کر دوں۔

جلسہ ختم ہوا تو میں نے سامعین میں سے اپنے ساتھ والے سے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ یہ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہیں جنہوں نے اس زمانہ میں امام مہدی اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ میں جامع مسجد نماز فجر سے پہلے چلا گیا تاکہ امام صاحب کو قرآن شریف سنا دوں۔ میں نے اُن سے کہا مولوی صاحب! سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ یہ سنتے ہی مولوی صاحب نے غصّے سے مجھے کہا "او منڈیا! تینوں کوئی مرزائی ٹکر گیا اے" میں نے کہا۔ نہیں۔ وہ کہنے لگے "مرزا سخت کافر ہے۔ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہو جاتا ہے۔ اس کے ماننے والے سب کافر ہیں۔ ان لوگوں کا کفر یہاں تک ہے کہ اگر کوئی مرزائی اس مسجد میں آ جاوے تو مسجد ناپاک ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ جہاں اس کا قدم پڑے وہاں سے جب تک چھ فٹ زمین کھود کر نیا فرش نہ بنوایا جائے وہاں نماز نہیں ہو سکتی۔ میں نے کہا مولوی صاحب! اگر نماز مغرب کا وقت ہو، اذان ہو چکی ہو، نماز با جماعت تیار ہو تو اُس وقت اگر ایک مرزائی مسجد میں آ جائے اور وہ ساری مسجد میں پھر جائے اور یہ بھی کہہ دے کہ میں مرزائی ہوں تو کیا نماز مغرب ادا کی جائے یا نہ؟ امام صاحب نے جواب دیا کہ پہلے چھ فٹ فرش کھودا جائے پھر نماز ہو سکتی ہے۔ میں نے کہا مولوی صاحب! یہ فرش تو پکّا ہے اس لئے بہت سا وقت لگے گا۔ نماز مغرب، عشاء اور فجر کا وقت بھی جاتا رہے گا۔ پھر یہ ارشاد نبوی ہے کہ من ترك الصلوٰۃ متعمدًا فقد کفر جس نے نماز دیدہ دانستہ چھوڑی وہ کافر ہو گیا۔ امام صاحب نے اصرار کیا کہ جب تک فرش چھ فٹ دوسرا نہ لگایا جائے نماز نہیں ہو سکتی۔ میں نے کہا مولوی صاحب! مجھے جو قرآن شریف آپ کو سنانا تھا وہ سُنا چکا۔ میں دینی علم زیادہ نہیں رکھتا مگر میری ضمیر اس جواب کو تسلیم نہیں کرتی۔ یہ کہہ کر میں مسجد احمدیہ چلا گیا۔

میری بیعت

مسجد احمدیہ کے خادم سے میں نے دریافت کیا کہ کوئی احمدی بزرگ مسجد کے قریب رہتے ہیں؟ انہوں نے ایک مکان کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے وہاں جا کر دروازہ پر دستک دی تو ایک بزرگ سفید ریش نے مجھے اندر بلا لیا۔ وہ حلوہ پکا چکے تھے۔ انہوں نے بچوں کو اٹھایا۔ کہا۔ بچو! اٹھو حلوہ تیار ہے، وضو کرو اور حلوہ کھا کر نماز کے لئے چلو۔ مجھے فرمانے لگے بیٹا! بچوں کی ماں فوت ہو گئی ہے

میں ان کو صبح حلوہ دیتا ہوں تاکہ ان کو نماز کی عادت ہو جائے۔ مجھے بھی انہوں نے حلوہ دیا۔ میں نے ان سے کہا کہ کیا حضرت مرزا صاحب کی تصویر آپ کے پاس ہے؟ انہوں نے ایک فوٹو مجھے دکھایا۔ میں نے پہچان لیا کہ یہ وہی بزرگ ہیں جنہوں نے لیکچر دیا تھا اور خواب میں عاجز نے سُنا تھا۔ میں نے کہا کہ میں آپ کی جماعت میں داخل ہونا چاہتا ہوں۔ انہوں نے دس شرائط بیعت مجھے پڑھوائیں۔ میں نے کہا مجھے منظور ہیں۔ انہوں نے ایک کارڈ مجھے دیا۔ اس پر میں نے بیعت کی درخواست سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھیج دی۔ انہوں نے مجھے دُرِّ ثمین دی کہ فی الحال تم اس کو پڑھا کرو۔

میں فوج میں کلرک بھرتی ہو گیا اور مجھے مہو چھاؤنی بھیج دیا گیا۔ جب میرے آنے کی خبر پلٹن میں پہنچی تو مسلمان صوبیدار میجر بہت خوش ہوئے اور اسٹیشن پر مجھے لینے آئے۔ راستہ میں ان کو معلوم ہوا کہ میں احمدی ہو گیا ہوں تو اُن کو بہت صدمہ ہوا اس لئے انہوں نے فیصلہ کیا کہ وہ مجھے ملازمت سے علیحدہ کرا دیں گے۔ مجھے باورچی نے کہا کہ تم کافر ہو اس لئے میں تمہارا کھانا تیار نہیں کرتا۔ میں نے پانچ روپے ماہوار پر ایک ملازم رکھا۔ جب میں دفتر گیا تو اس کو ورغلایا گیا اور وہ میرا سامان لے کر چلا گیا۔ جو ملازم میں رکھتا تھا وہ بھاگ جاتا تھا۔ چند روز تک تو میں نے چنے کھا کر گزارہ کیا۔ چونکہ میرے پاس صرف دُرِّ ثمین تھی اس لئے میں نے مرکز سے کتب سلسلہ منگوائیں۔ سب سے پہلے براہین احمدیہ کو پڑھنا شروع کیا۔ اس کے پڑھنے سے میرا ایمان بڑھتا گیا۔ کھانے کے لئے میں چنے پر گزارہ کرتا تھا یا دفتر کے بعد بازار میں جا کر کہیں روٹی کھا لیتا تھا۔ صوبیدار میجر نے مجھے بُلا کر کہا کہ آپ کو بہت تکلیف ہے آپ یہ ملازمت چھوڑ دیں۔ میرے ساتھ چلیں کرنل صاحب کے پاس۔ میں کہہ دوں گا کہ صاحب ان کے مذہب کا کوئی آدمی اس پلٹن میں نہیں ہے اس لئے ان کو ڈسچارج کر دیا جائے۔ میں نے جواب دیا قیام فی ما اقام اللہ جہاں اللہ تعالیٰ نے مجھے کھڑا کیا ہے میں وہیں رہوں گا۔ میں خود ملازمت نہیں چھوڑوں گا۔ صوبیدار میجر نے غصے سے کہا کہ ہم احمدیت کو مٹا کر چھوڑیں گے۔ میں نے پورے جوش سے ان کو جواب دیا کہ میں احمدیت کو قائم کر کے چھوڑوں گا۔ دوسرے روز میں نے دفتر میں درخواست دی کہ میرا نام عبد الحمید کی بجائے

"اے۔ کے احمدی"

تبدیل کر دیا جائے۔ چنانچہ اس کے مطابق آرڈر ہو گیا اور سب پلٹن کو سُنا دیا گیا۔ اس کے بعد صوبیدار میجر کو بھی مجھے "مسٹر احمدی" کہنا پڑتا تھا۔ صوبیدار میجر نے مجھے مزید تنگ کرنا شروع کیا۔ میں نے حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ (جو میرے ہم وطن تھے) کو دعا کے لئے خط لکھا۔ انہوں نے کرنل صاحب کو خط لکھا کہ عبد الکریم کا خیال رکھیں اس کو مخالفینِ سلسلہ تنگ کر رہے ہیں۔ ان کو حضرت مفتی صاحب نے سلسلہ کا انگریزی لٹریچر بھیجا۔ میں ہر روز عشاء کی نماز کے بعد براہین احمدیہ پڑھا کرتا تھا۔ ایک روز پڑھتے پڑھتے میں سوچنے لگا کہ مسلمان کیوں اس قدر کی مخالفت کرتے ہیں۔ اور یہ بھی گوارا نہیں کر سکتے کہ دوسرے اس تعلیم کو مانیں۔ مجھے اونگھ آگئی اور میں نے دیکھا کہ ایک

بزرگ میرے سامنے کھڑے ہیں انہوں نے مجھے ایک کتاب دی جو بجائے کاغذوں کے سبز رنگ کے پتوں کی بنی ہوئی تھی۔ میں نے اس کے چند ورق اُلٹے تو وہ خالی تھے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور اس میں تو کچھ نہیں لکھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ اس میں آپ کے لئے سب کچھ ہے۔ اس لئے میں نے پھر شوق سے اس کی ورق گردانی کی تو میں نے دیکھا کہ ایک صفحہ پر جلی قلم سے یہ الفاظ لکھے ہوئے تھے:۔

"دنیا تیرے پیچھے لگی ہوئی ہے
مگر ہم تجھے بچا لیں گے"

میں نے دیکھا کہ ان الفاظ سے نور کی کرنٹ (Current) نکلی ہے اور وہ میرے جسم میں سرایت کر گئی ہے۔ میں نے اس بزرگ کا شکریہ ادا کیا۔ یہ بزرگ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ تھے۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ جاگنے کے بعد وہ نور کی رَو میرے جسم میں محسوس ہوتی تھی۔ میں نے یقین کر لیا کہ اب میرا پیارا خدا میرے ساتھ ہے اور دنیا کی کوئی طاقت مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

حضرت مفتی صاحبؓ کا خط اور لٹریچر ملنے کے بعد کرنل صاحب نے مجھے بُلا بھیجا اور کہا تم احمدی ہو۔ مفتی محمد صادق صاحب نے مجھے لکھا ہے کہ تم کو مخالف تنگ کرتے ہیں۔ انہوں نے مجھے لٹریچر بھیجا ہے جو بہت عمدہ ہے۔ تم کیوں میرے پاس نہیں آئے۔ میں نے کہا اس مخالفت میں مجھے نماز اور دعا میں بہت لذت آتی تھی میں نے یہ پسند نہ کیا کہ میں اس ذوق کو ضائع کر دوں۔

مزید احمدی کلرکوں کی بھرتی کرنل صاحب نے اپنے ایڈجوٹنٹ (Adjutant) مسٹر کپتان مور (Moorman) کو بُلا کر کہا کہ مسٹر احمدی اکیلے ہیں اسلئے آئندہ جو کلرک ملازم رکھو وہ اس کی جماعت کا ہو اور احمدی کو حاضری وغیرہ میں جانے کی ضرورت نہیں صوبیدار میجر کو بُلا کر پوچھا کہ کیا احمدی کافر ہوتے ہیں؟ اس نے کہا ہاں حضور! کرنل صاحب نے کہا کہ اچھا ہم ان کو دفتر میں جگہ رہنے کے لئے دیتے ہیں ان کو حاضری وغیرہ کے لئے آپ نہ بلایا کریں۔

میں نے الفضل میں اشتہار دیا اور احمدی احباب کی درخواستیں آئیں جو میں نے کپتان مور صاحب کو دیدیں اس کے نتیجہ میں مندرجہ ذیل احباب میری پلٹن میں ملازم ہو گئے (۱) مرزا محمد حسین صاحب چھٹی مسیح (۲) مشتاق احمد صاحب (۳) محمد ابراہیم صاحب ملتانی مرحوم۔ ہم چاروں احمدی اکٹھے رہتے تھے۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

مجھے کرنل صاحب نے دو ماہ کے لئے لاہور بھیج دیا۔ فوجی حساب کی سکھلائی تھی۔ وہاں میں C.M.A.P. کے دفتر میں کام سیکھتا تھا۔ اس دفتر میں مکرم حکیم دین محمد صاحب جو مکرم صلاح الدین صاحب کے خسر ہیں سپرنٹنڈنٹ تھے۔ انہوں نے دو ماہ تک مجھے اپنے مکان میں رکھا۔ یہاں کھانے اور نماز وغیرہ کا بہت آرام رہا۔

کچھ روز بعد ہماری پلٹن مصر روانہ ہو گئی۔ مجھے سویز میں حساب کتاب کے دفتر میں بھجوا دیا گیا۔ باقی پلٹن میدانِ جنگ میں چلی گئی۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب کو لنڈن جانے کا ارشاد ہوا۔ انہوں نے مجھے لکھا کہ میں فلاں جہاز پر بمبئی سے روانہ ہوں گا اور کمرہ کا نمبر بھی لکھا۔

عرشۂ جہاز پر حضرت مفتی صاحبؓ سے ملاقات

حضرت مفتی صاحبؓ نے اپنی تاریخ روانگی کے متعلق مجھے لکھا کہ مجھے جہاز والوں کی طرف سے تار ملے گا تو مَیں بمبئی روانہ ہو جاؤں گا۔ اس لئے وہاں جہاز والی کمپنی سے پتہ کر لیں کہ یہ جہاز کب سویز پہنچے گا۔ اگر ہو سکے تو آپ مجھے ملیں۔ مَیں نے فوجی حکام کے ذریعہ کوشش کی۔ مجھے کہا گیا کہ آپ کو دو گھنٹہ پہلے اطلاع دی جائے گی۔ مَیں نے حضرت مفتی صاحب کیلئے ایک سَو روپیہ علیحدہ رکھ دیا۔ بیس روپے کا فروٹ لینا تھا۔ اسی روپے کا قلم۔ چند روز بعد مجھے اطلاع ملی کہ ۸ بجے صبح فلاں میجر کے پاس جاؤ وہ آپکے ساتھ اس جہاز پر جائے گا۔ جس میں آپ کے مبلغ لنڈن جا رہے ہیں۔ مَیں نے بیس روپے کا فروٹ خرید لیا باقی دکانیں بند تھیں اس لئے قلم نہ خرید سکا۔

مَیں تختۂ جہاز پر گیا۔ حضرت مفتی صاحبؓ سبز پگڑی سبز چُغہ پہنے کھڑے تھے۔ وہ مجھے اپنے کیبن (Cabin) میں لے گئے۔ مَیں نے فروٹ پیش کیا اور اسی روپے نقد۔ مَیں نے عرض کیا کہ دکانیں بند تھیں اسلئے مَیں آپ کے لئے قلم نہیں خرید سکا۔ آپ سے عاجزانہ درخواست ہے کہ اس رقم سے قلم خرید کر لیں تاکہ تبلیغی خط وکتابت میں عاجز کو ثواب ملتا رہے۔

جب مَیں نے حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کی خدمت میں سویز کی بندرگاہ میں عرشۂ جہاز پر مبلغ اسی روپے اس غرض سے پیش کئے کہ وہ لنڈن مشن میں قیام کے دَوران اس رقم سے قلم خرید کر تبلیغی خط وکتابت فرمائیں تو انہوں نے فرمایا کہ:۔

"میری دعا قبول ہو گئی ہے۔ الحمد للہ۔

تفصیل یہ بیان فرمائی کہ سمندری سفر میں مجھے Sea Sickness ہو گئی ہے اس لئے مَیں نے جہاز کے کپتان سے دریافت کیا تھا کہ کیا اِس سفر کو کم کیا جا سکتا ہے؟ تو اس نے کہا کہ ہاں آپ فرانس میں ریل پر چلے جائیں تو آپ کا کئی روز کا سفر بچ جائے گا۔ لہذا ریل کے ٹکٹ کے لئے حضرت مفتی صاحب کو اسی روپیہ کی ضرورت تھی لیکن جہاز پر چونکہ چیک نہیں لیتے اس لئے کپتان نے نقد روپیہ طلب کیا تھا۔

حضرت مفتی صاحبؓ فرمانے لگے مَیں نے دعا کی تھی کہ خدایا! مَیں تیرے دین کی تبلیغ کے لئے جا رہا ہوں۔ مجھے اسی روپے عطا فرما۔ اور مجھے یقین ہو گیا کہ میری یہ دعا قبول ہو گئی ہے اب آپ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ رقم دی ہے۔ جب ولایت سے واپسی پر حضرت مفتی صاحب اپنے لڑکے مفتی عبدالسلام صاحب کے رخصتانہ کے سلسلہ میں شاہجہانپور گئے تو وہاں کے مشن ہال میں ان کا ایک لیکچر ہوا۔ صدر پرنسپل تھا۔ موضوع تقریر تھا "My Experiences in America" یعنی "امریکہ میں میرے تجربات"۔ اس تقریر میں انہوں نے اس دعا کی قبولیت کا واقعہ بھی بیان فرمایا۔ نیز فرمایا کہ جس نوجوان نے مجھے اسی روپے دیئے تھے وہ اِس وقت سامعین میں موجود ہے۔ مَیں اُن سے کہتا ہوں کہ وہ کھڑے ہو کر اِس واقعہ کی تصدیق کریں۔ چنانچہ مَیں نے کھڑے ہو کر اس امر کی

تصدیق کی۔

شادی کی تقریب

میں عرشہ جہاز پر حضرت مفتی صاحب سے ملاقات کے بیان کی طرف واپس آتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ میری عمر زیادہ ہے' میں تبلیغ کے لئے جا رہا ہوں' زندہ واپس آؤں یا نہ' اس لئے میں نے اپنے لڑکے عبدالسلام مفتی کے نکاح کا اعلان حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں عرض کر کے اپنی روانگی سے پہلے کروا دیا ہے۔ لڑکی ایک صحابی بابو محمد علی خان صاحب شاہجہانپوری کی ہے۔ ان کی چار لڑکیاں ہیں مگر عبدالسلام کی عمر کے لحاظ سے بڑی سے چھوٹی لڑکی اس کے لئے موزوں تھی اس سے اس کا نکاح ہوا ہے مگر بڑی بہن کی شادی سے پہلے چھوٹی بہن کا رشتہ ہوجانا معیوب سمجھا جاتا ہے اور بابو صاحب موصوف نے میرے احترام کی وجہ سے مان تو لیا ہے لیکن ساتھ ہی یہ کہا ہے کہ بڑی لڑکی کا رشتہ بھی آپ ہی کسی مناسب جگہ کر دیں۔ میں نے وعدہ کر لیا تھا اور میرا ذہن تمہاری طرف گیا تھا۔ یہ سب لڑکیاں صوم وصلوٰۃ کی پابند ہیں آپ اپنے والد صاحب کو لکھ دیں اگر وہ پسند کریں تو پھر مجھے اطلاع دیں میں نکاح کروا دوں گا۔ ساتھ ہی انہوں نے فرمایا کہ آپ اپنا فوٹو بابو صاحب موصوف کو بھیج دیں اور لکھ دیں کہ مفتی صاحب کی تحریک پر فوٹو بھجوا رہا ہوں۔ نیز فرمایا کہ لنڈن پہنچ کر انشاء اللہ میں بابو صاحب کو لکھ دوں گا کہ اس لڑکے کو رشتے کی تحریک کی گئی ہے۔ چنانچہ میں نے ان کے حکم کی تعمیل کی اور نومبر ۱۹۱۷ء کو سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے میرے نکاح کا اعلان قادیان دارالامان میں فرمایا۔ میں جب ۱۹۱۹ء میں جنگ کے خاتمہ پر واپس ہندوستان آیا تو اپریل میں رخصتانہ کے لئے شاہجہانپور گیا۔ چونکہ خدا تعالےٰ نے مصر میں عاجز کو تبلیغ کی توفیق دی تھی اس لئے احباب جماعت کے سامنے مصر کے حالات بیان کئے گئے۔ میرے قیام کا پروگرام دس روز تھا جس کے لئے ایک مکان لے لیا گیا تھا۔ رخصتانہ کے روز میری بیوی کو اس مکان میں پہنچا دیا گیا اور شاہجہانپور کے احباب جماعت مجھے اس مکان میں چھوڑنے آئے اور دعا فرمائی کہ میری بیوی کو جنت میں بھی ساتھ رکھے

دینی غیرت و خدمت کے دو واقعات

اسی سلسلہ میں دینی غیرت اور خدمت کے متعلق بھی دو واقعات تحریر کرتا ہوں۔ نئی نئی شادی ہوئی تھی اس کے باوجود میری بیوی نے اپنا زیور چندہ میں دیدیا تھا۔ ۱۹۲۳ء میں عاجز کراچی کسٹم میں Preventive Officer تھا۔ ان ایام میں سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طرف سے چندہ خاص کی تحریک ہوئی تھی۔ عاجز نے اپنی تین ماہ کی تنخواہ اس مد میں دینے کا وعدہ کیا تھا۔ اس کے معاً بعد میری وہ ملازمت جاتی رہی اور میں بیکار ہوگیا۔ میں نے اپنی بیوی سے ذکر کیا کہ تین ماہ کی تنخواہ دینے کا وعدہ ہے' ملازمت جاتی رہی ہے اگر تم تعاون کرو تو ہم اپنے گھر کا سامان نیلام کر دیں اور چندہ دیدیں۔ اس وقت رخصتانہ کو پانچ سال ہوچکے تھے۔ میری بیوی نے رضامندی کا اظہار کیا۔ میں نے اعلان کر دیا کہ چندہ دینے کی غرض سے میں اپنے گھر کا سامان نیلام کروں گا۔

گھر کا سب سامان سوائے بستروں اور چند ضرورت کے برتنوں کے نیلام کر دیا گیا اور میں نے چندہ ادا کر دیا۔ پلنگ بھی نیلام کر دیئے گئے۔ اس رات ہم دونوں چٹائی پر سوئے۔

گھر کا سامان نیلام کرنے کے بعد میری بیکاری کی وجہ سے میری بیوی نے لیڈی سپروائزر کی تحریک پر ملازمت کر لی۔ ان کو اپنے گھر کے قریب کے زنانہ سکول میں ملازمت دی گئی۔ ہیڈ مسٹرس پنجابی عورت تھی اس کو جب معلوم ہوا کہ یہ یو۔پی کی ہیں اور خاوند پنجابی ہے تو اس نے وجہ دریافت کی۔ میری بیوی نے بتایا کہ احمدیوں کی شادیاں اپنی جماعت میں ہوا کرتی ہیں۔ اس پر اس نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں گستاخی کی۔ میری بیوی یہ کہہ کر گھر آگئی کہ میں ایسی ملازمت پر لعنت بھیجتی ہوں جہاں میرے پیارے آقا کو گالیاں دی جاتی ہیں۔ ہیڈ مسٹرس نے فوراً رپورٹ کر دی کہ فلاں استانی بھاگ گئی ہے۔ لیڈی سپروائزر پارسی عورت تھی وہ ہمارے گھر آئی۔ میری بیوی نے اس کو بتایا کہ اس نے ہمارے آقا کو گالیاں دی تھیں۔ سپروائزر نے میری بیوی کا تبادلہ سولجر بازار کے زنانہ سکول میں کر دیا اور ایک سرکلر جاری کیا کہ ہیڈ مسٹرس یا دوسری استانیاں مذہبی امور پر بات چیت نہ کیا کریں۔ میں بھی اس وقت تک کمشنر کراچی کے دفتر میں ملازم ہو گیا تھا۔ ہم دونوں اکٹھے جاتے تھے اور واپس بھی اکٹھے آتے تھے۔ یہ محض اس بشارت کا نتیجہ تھا کہ میں نے دعا کی تھی کہ اے خدا میری بیوی سب سے زیادہ تیرے حقوق ادا کرنے والی ہو اور مجھے تفہیم ہوئی تھی کہ تمہاری دعا منظور کر لی گئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

حفاظتِ الٰہی کے دو واقعات

دو واقعات میں اپنے متعلق لکھتا ہوں جن سے یہ ثابت ہوگا کہ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ کہ ہم تجھے بچالیں گے کس شان سے پورا ہوا۔

(ا) میں سویز میں فوجی کیمپ میں رہتا تھا اس کیمپ میں کئی سو کلرک تھے۔ میں نے تبلیغی غرض کے لئے چار بجے شام سے بارہ بجے رات تک کا پاس لیا ہوا تھا۔ پانچ چھ گھنٹے ہر روز میں تبلیغ کیا کرتا تھا۔ اپنے خیمہ کے سامنے میں نے ایک مسجد بنائی ہوئی تھی جہاں میں اذان دیا کرتا تھا اور نماز پڑھا کرتا تھا۔ میں نے وہاں اعلان کیا ہوا تھا کہ جو صاحب قرآن شریف پڑھنا چاہیں مجھ سے پڑھ لیں۔ اس پر ایک ہیڈ کلرک صاغر خان صاحب نے جو ایک توپ خانہ سے آئے ہوئے تھے مجھ سے قرآن شریف پڑھا۔ قرآن شریف ختم کرنے پر وہ خدا کے فضل سے احمدی ہو گئے اور ان کو واپس توپ خانہ بلا لیا گیا۔ وہاں انہوں نے ایک جمعدار حافظ قرآن کو مناظرہ میں شکست دی۔ اس نے دریافت کیا کہ تم نے قرآن کریم کہاں سے پڑھا ہے۔ اس نے میرا نام بتایا۔ وہ رخصت لے کر سویز آیا اور غیر احمدیوں سے کہا کہ میں احمدی سے مناظرہ کرتا ہوں تم مجھے لکھ دینا کہ احمدی ہار گیا ہے تاکہ میں وہاں جا کر صاغر خان کو بتلاؤں کہ میں تمہارے استاد کو شکست دے آیا ہوں۔ چند غیر احمدی کلرکوں کے ساتھ وہ میرے خیمہ میں آیا۔ اور باوجود دلائل سننے کے اس نے کہا کہ احمدی صاحب آپ ہار گئے۔ اس کے ساتھیوں نے سکیم کے مطابق ایسی ہی تحریر اسے دے دی۔ جمعدار صاحب نے مجھ سے

دریافت کیا تھا کہ یہاں مصر میں کچھ مرزائی بنے ہیں؟ میں نے بتایا کہ اتنے مصری احباب جماعت میں داخل ہوئے ہیں اور چند ایک زیر تبلیغ بھی ہیں۔ جمعدار صاحب نے کہا کہ یہاں کے لوگ مرزا صاحب کی نبوّت کو نہیں مان سکتے کیونکہ یہ عربی جانتے ہیں۔ اس گفتگو میں ایک کلرک حسین بخش صاحب جو ضلع سیتاپور کے رہنے والے تھے، بھی شامل تھے۔ یہ غیر احمدی تھے مگر چند ماہ سے وہ میرے ہمراہ جایا کرتے تھے تاکہ وہ عربی زبان سیکھ لیں۔ ایک زیر تبلیغ مصری اچھے عہدہ پر ملازم تھے وہ سوائے نبوت کے مسئلہ کے سب مسائل مان گئے تھے۔ مگر امتی نبی کے آنے کو وہ نہیں مانتے تھے اور کہا کرتے تھے "انتم دجّالون" میں نے ان کو خطبہ الہامیہ دیا تھا مگر تعصب سے انہوں نے نہیں پڑھا تھا۔

چند روز بعد ان کا خط آیا کہ آپ دونوں کی میرے ہاں کھانے کی دعوت ہے۔ میں اور حسین بخش صاحب گئے تو کھانا کھانے کے بعد اس نے کہا کہ میں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے پوچھا کہ کیا نبوّت کا مسئلہ صاف ہو گیا ہے؟ اس نے بیان کیا کہ میں نے ازہر یونیورسٹی کے ایک عالم کو جو میرے دوست ہیں رات کی دعوت پر بلایا تھا۔ کھانے کے بعد میں نے اُن سے کہا کہ ایک احمدی ہندوستانی مجھے تبلیغ کرتے ہیں۔ باقی مسائل تو میں مان گیا ہوں مگر وہ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب امتی نبی ہیں، یہ مسئلہ میری سمجھ میں نہیں آتا آپ بتلائیں۔ اس نے کہا جس قسم کی نبوّت کا مرزا صاحب نے دعویٰ کیا ہے ایسے اگر ہزار نبی بھی آجائیں تو ختم نبوّت میں کوئی خلل نہیں آسکتا۔ مگر میرا یہ جواب صرف تمہارے لئے ہے۔ اگر آپ پبلک میں مجھ سے دریافت کریں گے تو میرا جواب اس کے برعکس ہوگا۔ کیونکہ مجھے اپنی ملازمت کے جانے کا خطرہ ہے۔ اس مصری دوست نے بتایا کہ اس کے بعد میں نے خطبہ الہامیہ پڑھا جب اس کو ختم کیا تو میں سو گیا اور خواب میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کی۔ آپ ایک کثیر جماعت کے امام ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضور یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا کہ یہ سب اولیاء اللہ ہیں جو آج تک اُمتِ محمدیہ میں ہوئے ہیں۔ میں ان کی ملاقات کرانے دربارِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں لے جا رہا ہوں۔ میں خاتم الاولیاء ہوں اور آنحضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں مگر وہی جو امتی ہو۔ اور میں خاتم الاولیاء ہوں میرے بعد کوئی ولی نہیں مگر وہی جو میری جماعت میں سے ہو۔ انہوں نے بیعت فارم پُر کر دیا۔ میں نے مکرمی حسین بخش صاحب سے کہا کہ دیکھئے خدا تعالیٰ کی غیرت! جمعدار صاحب نے طنزاً کہا تھا کہ مصری لوگ حضرت مرزا صاحب کی نبوّت کو نہیں مان سکتے اب ازہر یونیورسٹی کے ایک عالم نے اسی نبوّت کو مان لیا ہے۔

(۲) حسین بخش صاحب کہنے لگے کہ میری بھی بیعت کا فارم پُر کروا لیں۔ چھ ماہ ہوئے مجھے غیر احمدی کلرکوں نے کہا تھا کہ تم احمدی سے کہو کہ آپ چار بجے شام سے گیارہ بجے رات تک مصری لوگوں سے ملنے جاتے ہیں مجھے بھی ساتھ لے جایا کریں کیونکہ مجھے عربی بول چال سیکھنے کا شوق ہے۔ دراصل ان کا خیال تھا کہ آپ خوبصورت لڑکیوں کے پاس جاتے ہوں گے۔

انہوں نے کہا تھا کہ ساتھ کے ساتھ اصل حالات سے آگاہ کرتے رہو تاکہ احمدی کو بدنام کیا جائے۔ مگر مَیں نے دیکھا ہے کہ آپ صرف تبلیغ کرتے ہیں۔

ان کی بیعت کا فارم حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھیجا گیا۔ حضور نے بیعت کی منظوری دیتے ہوئے ان کا نام علی حسین رکھنے کا ارشاد فرمایا۔ حسین بخش نام مشرکانہ تھا۔ چنانچہ انہوں نے اپنا نام علی حسین رکھ لیا۔ انہوں نے اپنے گھر والوں کو بھی تبلیغی خطوط لکھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب وہ واپس وطن پہنچے تو انہیں گھر سے نکال دیا گیا اور بیوی نے طلاق لے لی۔ وہ سیتا پور سے دہلی آ گئے اور Match Factory میں ملازم ہو گئے اور مکرم محمد اسمٰعیل خان صاحب کی لڑکی سے ان کی شادی ہو گئی۔ چند سال قبل وہ ربوہ میں فوت ہو چکے ہیں۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

امریکن پادری سے گفتگو

مَیں مصری مسلمانوں اور عیسائیوں کو تبلیغ کیا کرتا تھا۔ ایک روز مَیں امریکن مشن میں گیا اور مَیں نے پادری صاحب سے کہا کہ مَیں سچا عیسائی ہونا چاہتا ہوں۔ اس نے خوشی کا اظہار کیا اور بتلایا کہ پندرہ روز بعد بہت سے مصری مسلمان بپتسمہ لینے والے ہیں۔ مَیں نے ان سے درخواست کی کہ وہ میری ملاقات ان سے کرائیں۔ دو روز بعد انہوں نے سب کو دعوت دی اور مجھے بھی بلایا۔ میرا ان سے تعارف کرایا کہ یہ ہندوستانی افسر ہیں اور خداوند یسوع مسیح پر ایمان لانا چاہتے ہیں۔ آپ لوگوں کے ساتھ ہی پادہ روز بعد بپتسمہ لیں گے۔ مَیں نے اپنی نوٹ بک میں سب مصری احباب کے نام اور پتے نوٹ کر لئے۔

مجھے بہت قلق تھا اور مَیں عاجزانہ دعا کرتا رہا کہ اے میرے پیارے خدا! ان کو عیسائی ہونے سے بچا۔ میرے دل میں ڈالا گیا اور مَیں نے ان سب کی ایک ہوٹل میں دعوت کر دی۔ دعوت کے بعد مَیں نے ان سے کہا کہ دس روز بعد تو ہم سب عیسائی ہو جائیں گے کیا آپ نے پادری صاحب سے دریافت کر لیا ہے کہ عیسائیت میں کونسی امتیازی خوبی ہے جس کی وجہ سے آپ عیسائی مذہب اختیار کر رہے ہیں؟ انہوں نے کہا نہیں۔ میری تحریک پر انہوں نے آمادگی ظاہر کی کہ بپتسمہ لینے سے پہلے پادری صاحب سے یہ سوال دریافت کر لیا جاوے۔ اور اس غرض کے لئے انہوں نے میرا ہی انتخاب کیا۔ مجھے معلوم ہوا کہ وہ دیر سے زیر تبلیغ ہیں۔ مَیں دعا کرتا رہا کہ اے میرے پیارے خدا! تو محض اپنے فضل اور روح القدس سے میری مدد فرما۔ تاکہ یہ مصری دوست عیسائی ہونے سے بچ جائیں۔

مَیں نے مصری احباب سے کہہ دیا تھا کہ میرا نام عبدالکریم بتانا۔ مقررہ روز بہت بڑا جلسہ ہوا۔ عیسائی پادریوں کے علاوہ عورتیں مرد جمع ہوئے اور دعوت کے بعد بپتسمہ کی رسم ادا ہوتی تھی۔ اس مصری دوست نے پادری صاحب سے درخواست کی کہ بپتسمہ سے پہلے ہمارے ایک نمائندہ کے مختصر سے سوال کا آپ جواب دے دیں۔ اس نے دریافت کیا کہ وہ کون ہے۔ میرا نام بتایا گیا اور مَیں کھڑا ہو گیا۔ مَیں چونکہ پادری صاحب سے کہہ چکا تھا کہ مَیں عیسائی ہونا چاہتا ہوں اس لئے

اس نے خیال کیا کہ اس سے کسی ایسے سوال کا امکان نہیں جو پیچیدہ ہو اس نے مجھے سوال کرنے کو کہا۔ میں نے کہا پادری صاحب! میں ہندوستانی ہوں اور یہ احباب مصری ہیں۔ ہم سب مسلمان ہیں، ہمارے اعزہ و اقارب سب مسلمان ہیں، اب ہم عیسائی ہونے والے ہیں۔ عیسائی ہونے کے بعد ہمارے نام تبدیل کر دیئے جائیں گے۔ طبعاً ہمارے اعزہ و اقارب ہم سے دریافت کریں گے کہ عیسائیت میں کونسی امتیازی خوبی آپ نے دیکھی جو اسلام میں نہیں تھی اس لئے آپ صرف ایک امتیازی خوبی ہم کو بتا دیں تاکہ ہم اپنے عزیزوں دوستوں کو بتا سکیں اور ممکن ہے کہ وہ بھی عیسائی ہو جائیں۔ پادری صاحب نے فرمایا۔ میرے بچے! تم عیسائیت کے محل کے باہر کھڑے ہو۔ پہلے اس محل کے اندر داخل ہو جاؤ پھر وہ خوبیاں نظر آ جائیں گی۔

پادری صاحب نے اپنے اس جواب میں سارا زور اسی بات پر دیا کہ پہلے عیسائی ہو جاؤ پھر خوبیاں نظر آئیں گی۔ میں نے کہا پادری صاحب! آپ بالکل بجا فرماتے ہیں لیکن آپ تو پیدائشی عیسائی ہیں بلکہ پادری ہیں، آپ اس محل میں داخل ہیں آپ کو تو ضرور علم ہوگا۔ آپ ہمیں بتا دیں کہ اس میں فلاں امتیازی خوبی ہے۔ پھر ہم جب عیسائی بنکر اس محل میں داخل ہوں گے تو خود تصدیق کر لیں گے۔ پادری صاحب نے کچھ دیر خاموش رہ کر فرمایا:۔

My boy you will get faith in Christianity.

یعنی میرے بچے! آپ کو عیسائیت میں ایمان نصیب ہوگا میں نے مصری احباب سے کہا میرے بھائیو! پادری صاحب فرماتے ہیں کہ ہم کو ایمان ملے گا۔ ہم مسلمان ہیں اور اچھی طرح جانتے ہیں کہ جب کوئی غیر مسلم کلمہ توحید پڑھتا ہے اور اس پر عمل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو وہ مسلمان ہو جاتا ہے، گویا اس کو ایمان نصیب ہو جاتا ہے۔ شاید پادری صاحب کا خیال ہوگا کہ عیسائیت میں جو ایمان ہم کو ملے گا وہ بہت زیادہ قیمتی ہوگا جیسے چاول معمولی بھی ہوتے ہیں اور خوشبودار بھی ہوتے ہیں۔ خوشبودار اور باریک چاول زیادہ قیمتی ہوتے ہیں۔ پادری صاحب نے فرمایا ہاں ہاں عیسائیت میں جو ایمان آپ کو ملے گا وہ زیادہ قیمتی ہوگا۔ میں نے پادری صاحب سے دریافت کیا کہ میں اس کو آزما سکتا ہوں؟

میں نے کہا حضرت یسوع مسیح نے فرمایا ہے کہ اگر تمہارے اندر رائی کے بیج کے برابر بھی ایمان ہو تو تم وہ معجزات دکھا سکتے ہو جو میں دکھاتا ہوں۔ پادری صاحب! آپ ہزاروں غیر عیسائی لوگوں کو ایمان تقسیم کر چکے ہیں آپ کے پاس تو ایمان کا خزانہ ہے اگر میں کہوں کہ سامنے والے پہاڑ کو حکم دیں کہ زلزلہ آ جائے یا دریائے نیل کو کہیں کہ وہ خشک ہو جائے تو اس سے ملک تباہ ہو جائے گا۔ لہذا میں ایسا نہیں کہتا۔ یہ کہہ کر میں نے اپنی جیب سے ایک چھوٹی سی نوٹ بک نکالی اور پادری صاحب کے سامنے میز پر رکھ دی اور ان سے کہا پادری صاحب! آپ اپنے ایمان کی برکت سے اس نوٹ بک کو نچوائیں۔ گو اس سے زیادہ کرتب مسمریزم والے دکھاتے ہیں۔ مگر ہم مان لیں گے کہ آپ مسمریزم نہیں جانتے بلکہ اپنی ایمانی طاقت سے یہ کام کروا رہے ہیں اور ہم سب مسلمان اسکے

بعد عیسائی ہو جائیں گے۔ پادری صاحب پانچ منٹ خاموش رہے۔ عیسائی اور مسلمان سب ان کے جواب کے منتظر تھے پادری صاحب اُٹھے اور فرمایا:-

"Well my boy I am still trying to achieve that faith."

یعنی میرے بچے! میں اس ایمان کے حصول کی ابھی تک کوشش کر رہا ہوں۔ اس پر میں کھڑا ہو گیا اور کہا پادری صاحب! آپ کی عمر ۸۰ سال ہے ابھی تک آپ کو ایمان نصیب نہیں ہوا، آپ بھی بے ایمان ہیں اور جن کو آپ نے عیسائی بنایا وہ بھی بے ایمان ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یعیش اسلام۔ اسلام زندہ باد۔ ہمارا مذہب ہمارے لئے بابرکت ہے۔ ہم تو Layman ہیں۔ اگر ہم عیسائی ہو جائیں گے تو کیا حشر ہوگا۔ یہ کہہ کر میں نے مصری احباب سے کہا چلو۔ وہ سب میرے ساتھ باہر نکل آئے اور عیسائی نہ ہوئے۔ بعد میں عاجز نے ان کو عیسائیت کے خلاف دلائل دیئے جس سے وہ اسلام پر قائم رہے۔ الحمد للہ

پادری صاحب کی طرف سے شدید مخالفت

جب پادری صاحب کو میری کوششوں سے اس ناکامی اور شکست کا سامنا ہوا تو اس نے مجھے ہندوستان واپس بھجوانے کی کوشش شروع کر دی۔ میرے دفتر میں میرے افسر انچارج کیپٹن رائٹ (Wright) تھے انہیں پادری صاحب نے کہا کہ یہ شخص عیسائیت کا سخت دشمن ہے اس کو ہندوستان بھیج دو۔ اس نے وعدہ کر لیا کہ میں اس کو جلدی واپس بھجوا دوں گا۔ یہ افسر مجھ پر بہت مہربان تھے۔ کئی بار مجھے پچاس پچاس روپے ترقی دلوا چکے تھے۔ ہر ایک کلرک کو بلانے کے لئے وہ بجلی کی گھنٹی بجاتے تھے اور ہر کلرک کے لئے گھنٹیوں کی الگ الگ تعداد مقرر تھی میرے لئے چھ گھنٹیاں مقرر تھیں۔ انہوں نے چھ گھنٹیاں بجائیں تو میں نے اپنے کاغذات چپراسی کو دیئے کہ میرے ساتھ چلے لیکن میں ابھی کافی فاصلہ پر ہی تھا کہ کپتان صاحب نے تین گھنٹیاں بجائیں اور وہ ایک یہودی ہیڈ کلرک کے لئے تھیں جو کپتان صاحب کے کمرے کے بالکل ملحق تھا اس لئے وہ پہلے پہنچ گیا اور میں واپس چلا آیا۔ کپتان صاحب نے اس سے لکھوا لیا کہ مسٹر احمدی نے کپتان صاحب کی حکم عدولی کی ہے۔ کپتان صاحب نے میری رپورٹ کر دی اور میجر بیل (Bell) صاحب نے مجھے بلایا اور دریافت کیا کہ آپ کو کپتان رائٹ سے کوئی شکایت ہے؟ میں نے کہا ہرگز نہیں، وہ میرے مہربان افسر ہیں اور انہوں نے دو مرتبہ مجھے ترقی دلوائی ہے۔ میجر صاحب نے کہا کہ کپتان صاحب نے شکایت کی ہے کہ آپ نے ان کے حکم کی نافرمانی کی ہے۔ میں نے جواب دیا کہ مجھے تو یاد نہیں کہ کبھی ایسا ہوا ہو مگر خلق الانسان ضعیفاً انسان کمزور ہے ممکن ہے کہ ایسا ہو گیا ہو۔ میجر صاحب نے مجھے تنبیہ کر دی اور میرے دستخط کروا لئے۔ اسی طرح دس روز بعد کپتان صاحب نے مجھے دوسری بار وارننگ دلوا دی۔

میر کورٹ مارشل اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ

کپتان صاحب نے تیسری مرتبہ ایسی ہی رپورٹ کر کے لکھا کہ

مسٹر احمدی کا کورٹ مارشل کیا جائے۔ مجھے نظر بند کر دیا گیا۔ میں اپنے خیمہ میں رہتا تھا۔ کپتان رائٹ صاحب نے جج سے کہہ دیا تھا کہ مسٹر احمدی کو چھ ماہ قید کی سزا دیں (جج صاحب بھی ایک انگریز کپتان تھے) مقصد یہ تھا کہ سزا کاٹنے کے لئے مجھے واپس ہندوستان بھجوا دیا جائے اور اصل الزام یہی تھا کہ یہ شخص عیسائیت کا دشمن ہے۔ اور کپتان رائٹ نے جج صاحب کو پادری سے میری گفتگو کا حال بتا دیا تھا۔

اِن معاملات سے دو اڑھائی ماہ پیشتر ہمارے کرنل صاحب بریگیڈیر ہو گئے تھے اور جب یہ خبر گزٹ میں شائع ہوئی تھی تو میں نے انہیں مبارکباد کا تار دیا تھا۔

کورٹ مارشل عدالت کی طرف سے مجھے چارج شیٹ دیا گیا کہ فلاں روز تک اس کا جواب دو اور عدالت میں اپنے گواہوں کو بھی ساتھ لاؤ۔

فیصلے سے ایک روز پہلے کپتان رائٹ نے دفتر میں سب کلرکوں سے کہہ دیا تھا کہ کل احمدی کو چھ ماہ قید کی سزا مل جائے گی۔ رات کو کیمپ میں چند ایک غیر احمدی کلرکوں نے برادرم علی حسین صاحب سے طنزاً کہا کہ آپ کے احمدی صاحب کو کل I. M. S. M. کا امتیازی نشان ملے گا۔ وہ فوراً میرے پاس آئے اور بتایا کہ غیر احمدی یہ طعنہ دے رہے ہیں۔ میں نے اُن سے کہا کہ فوراً Mess میں جاؤ اور سب کے سامنے یہ کہہ دو کہ احمدی کہتا ہے کہ میرا پیارا خدا قادر ہے کہ مجھے Indian یعنی I. M. S. M. Meritonius Medal Service کا تمغہ مجھے دے۔ علی حسین صاحب کو تامل تھا لیکن میرے زور دینے پر وہ گئے اور ایسا ہی اعلان کر دیا جس پر مخالف کلرک ہنس پڑے کہ کل اس کو چھ ماہ قید کی سزا ہوگی اور اسے I. M. S. M. کے خواب نظر آ رہے ہیں۔ مکرم علی حسین صاحب نے واپس آکر بتایا کہ وہ لوگ اس طرح مذاق اُڑا رہے ہیں۔ میں نے کہا بزرگوں نے فرمایا ہے کہ "مترس از بلائے کہ شب درمیان اَسْت" میں تو ساری رات مسجد میں گزاروں گا آپ سے ہو سکے تو دعا فرمائیں۔ مولا کریم میرے گناہوں کو بخش دے اور جو امید اس ذات سے کی گئی ہے وہ پوری ہو جاوے۔

دوسرے روز میں عدالت میں گیا۔ کپتان رائٹ صاحب بھی گواہوں سمیت گئے۔ رائٹ صاحب نے بتلایا کہ مسٹر احمدی کو میں نے تین مرتبہ بلایا مگر یہ نہیں آئے۔ گواہوں نے بھی گواہی دی۔ جج نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا یہ ٹھیک ہے؟ میں نے کہا ہاں مگر ان کا حکم ماننا انسانی اختیار میں نہ تھا کیونکہ میں ۵ منٹ کے فاصلہ پر تھا اور کپتان صاحب ملحقہ ہیڈ کلرک کو جلد بلا لیا کرتے تھے جو ایک منٹ میں ان کے پاس پہنچ جاتا تھا۔ انہوں نے گواہ طلب کئے مگر میرا کوئی گواہ نہ تھا اور پھر افسر کے خلاف کوئی شخص گواہی دینے کے لئے تیار بھی نہ ہو سکتا تھا۔ اس لئے جج نے یہ الفاظ لکھا دیئے:-

"میں تم کو مجرم قرار دیتا ہوں اور..."

یہاں تک وہ لکھ چکا تھا۔ "اور" کا لفظ اس کے منہ میں تھا کہ ٹیلیفون کی گھنٹی بجی۔

فون کرنے والے نے پوچھا کہ کیا تمہاری عدالت میں مسٹر احمدی کے خلاف کوئی مقدمہ چل رہا ہے؟ جج نے کہا ہاں حضور میں ابھی اس کا فیصلہ سُنا رہا ہوں۔ فون کرنے والے نے کہا فیصلہ مت سُناؤ اور کاغذات لے کر میرے پاس آجاؤ۔!!

کپتان رائٹ کو تو یقین تھا کہ اب جج واپس آتے ہی اپنے فیصلہ کے باقی الفاظ سُنا دے گا کہ:۔

"مَیں تم کو چھ ماہ قید کی سزا دیتا ہوں"

اس لئے اس نے مجھ سے کہا "مسٹر احمدی! اب تم جیل میں چلے جاؤ گے مجھے افسوس ہے"۔ مَیں نے جوش میں آکر کہا:۔

You are wrong. You are nothing but a dead worm on the face of earth. My God is living God and I hold a promise from Him. He shall save me. I trust you will meat disgrace.

یعنی تم غلط کہتے ہو۔ تم زمین پر ایک مرے ہوئے کیڑے ہو۔ میرا خدا ایک زندہ خدا ہے۔ میرے ساتھ اس کا وعدہ ہے کہ وہ مجھے بچائے گا۔ مجھے یقین ہے کہ تم ذلت اٹھاؤ گے۔

اتنے میں جج صاحب واپس آگئے اور بجائے فیصلہ دینے کے ہم دونوں کو کہا کہ جنرل شوٹ صاحب آپ دونوں کو بلاتے ہیں۔ مجھے خیال گزرا کہ شاید وہ فیصلہ سُنائیں گے۔ ہم دونوں گئے تو پہلے جنرل صاحب نے مجھے اندر بلا لیا اور مجھ سے دریافت کیا کہ کیا آپ بریگیڈیر کڈ صاحب کو جانتے ہیں؟ مَیں نے کہا اچھی طرح۔ وہ فرمانے لگے ان کا تار آیا ہے کہ وہ آپ کو اپنے بریگیڈ میں چیف کلرک کے لئے بلا رہے ہیں اور آپ کو ایک سَو روپیہ ماہوار الاؤنس زیادہ دیں گے کیا آپ جانے کو تیار ہیں؟ مَیں نے اثبات میں جواب دیا۔ انہوں نے میجر Bell صاحب سے کہا ان کو ترقی کا آرڈر دے دو۔ ٹو اردلی ان کو دیدو اور ریلوے پاس بھی اور کڈ صاحب کو تار دیدو کہ احمدی آرہا ہے۔ میں وہ کاغذات لینے کے لئے گیا تو جنرل صاحب نے رائٹ صاحب کو بلا کر ڈانٹا کہ مجھے جج نے بتایا ہے کہ تم نے پادریوں کے کہنے سے ایک کلرک کو چھ ماہ قید دلوانے کی کوشش کی۔ اس لئے مَیں تمہاری Staff Qualifications کو منسوخ کرتا ہوں اور تم کو میدان جنگ میں بھیجتا ہوں۔

غرض میں ترقی کا آرڈر لے کر اور رائٹ صاحب تنزلی کا آرڈر لے کر عدالت کے کمرہ سے باہر آئے۔ باہر دفتر کے کلرک کھڑے تھے۔ انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا فیصلہ ہوا۔ مَیں نے جواب دیا۔ میں ہیڈ کلرک سے چیف کلرک ہو گیا۔ سَو روپیہ زیادہ ماہوار الاؤنس ملے گا!۔ انہوں نے خیال کیا کہ میرا ملنے

کی وجہ سے احمدی کا دماغی توازن ٹھیک نہیں رہا۔ چنانچہ انہوں نے کیپٹن صاحب سے دریافت کیا وہ جھلا کر بولا۔ Damm General Shoot جنرل شوٹ نے احمدی کو ترقی دیدی اور مجھے دو سو روپے ماہوار کا نقصان دیدیا۔ کپتان صاحب نے بریگیڈیر کو ایک خط لکھدیا کہ احمدی عیسائیت کا سخت دشمن ہے۔ یہ میرے تنزل کا باعث ہوا ہے اس کو تم سزا دو۔ جب بریگیڈیر صاحب کو میرے آنے کا تار ملا تو ۱۴ روز کیلئے انہیں ایک خاص ڈیوٹی کے لئے بلایا گیا۔ وہ جاتے وقت بریگیڈیر میجر ولسن سے کہہ گئے میرا احمدی آئے تو اسے میرے آنے تک کوئی تکلیف نہ ہونے پائے۔ دوسرے روز میں پہنچ گیا میرے ساتھ ہی کپتان رائٹ صاحب کا خط بھی پہنچا جسے بریگیڈیر میجر نے پڑھا۔ وہ حیران ہوا کہ وہ کیا کرے۔ اس نے ۱۴ روز کے لئے مجھے چیف کلرکی کا چارج نہ دلوایا۔ سٹاف کپتان کو ۱۴ روز کی اتفاقی رخصت دیدی اور مجھے ان کی جگہ کام کرنے کو کہا۔ ۱۴ روز بعد جب کڈ صاحب واپس آئے تو ولسن صاحب نے کپتان رائٹ صاحب کا خط دیا۔ کڈ صاحب نے اسے پرزے پرزے کر دیا اور کہا احمدی ایسا نہیں ہے۔ مجھے چیف کلرکی کا چارج دیا گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہاں تین کلرک زائد ہیں اور میرے آنے سے چار زائد ہو گئے۔ میں کڈ صاحب کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ آپ نے مجھے کیوں بلا لیا ہے آپ کے پاس تو تین کلرک زائد ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے تین ماہ پہلے مجھے مبارکبادی کا تار دیا تھا میں جواب نہ دے سکا۔ مجھے خیال آیا کہ مجھے احمدی سے معافی مانگنی چاہیئے۔ اس لئے میں نے جنرل شوٹ صاحب کو تار دے دیا۔ اب آپ آ گئے ہیں اور میں مبارکبادی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں نے کہا یہ سب تصرفاتِ الٰہی ہیں۔ میں نے کورٹ مارشل والا معاملہ سنایا اور کہا کہ میں چالیس روز تک آپ کے لئے تہجد میں دعا کروں گا کیونکہ آپ خدا تعالےٰ کے نشان کا ایک حصہ ہیں۔ میں دعا کرتا رہا۔ دو ماہ بعد ان کو Distinguished Service Order کا اعزاز ملا۔ میں نے مبارکباد دی تو کہنے لگے احمدی! یہ تمہاری دعاؤں کا نتیجہ ہے ورنہ ان ۱۴ روز میں میں نے کوئی خاص کام نہیں کیا۔ میں نے کہا بے شک اسلام کا خدا زندہ خدا ہے۔ وہ اپنے عاجز بندوں کی دعاؤں کو سنتا ہے۔ کڈ صاحب نے خفیہ طور پر میری سفارش کر دی اور کمانڈر انچیف نے مجھے M.S.M. کا تمغہ دیا۔ گزٹ میں اعلان ہوا۔ الحمد للہ۔ وہ تمغہ لگا کر میں چند روز بعد رخصت پر سویز گیا۔ جو ان مخالف کلرکوں نے بھی دیکھا۔ جو میرے قادر خدا نے مجھے دیا تھا۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

قابلِ توجہ درخواست — جملہ احباب اپنا سالانہ چندہ مینیجر رسالہ الفرقان ربوہ کے نام پیشگی بذریعہ منی آرڈر بھیجیں۔ فیس منی آرڈر چندہ کی رقم میں سے وضع کر سکتے ہیں۔ وی پی سے بلاوجہ نقصان ہوتا ہے۔ شکریہ!

سود اور سود کو ختم کرنے کی تجاویز

(از محترم جناب چودھری محمد اسمٰعیل صاحب راولپنڈی)

قرآن کریم میں سود کی شدید مذمت کی گئی ہے اور زکوٰۃ کی ادائیگی پر بے حد زور دیا گیا ہے۔ واضح ہے کہ سود کی بندش اور زکوٰۃ کی فرضیت اسلامی نظامِ معاشیات کے بنیادی اصول ہیں اور جہاں تک معاشیات کا تعلق ہے یہی دو باتیں اسلام کو دیگر مذاہب سے ممیز کرتی ہیں۔ خوشی کی بات ہے کہ اصولی طور پر یہ دو باتیں کل دنیائے اسلام کے نزدیک مسلمہ ہیں لیکن ساتھ ہی افسوسناک بات یہ ہے کہ ایسا معاشی نظام جس کی بنیاد سود کی نفی اور زکوٰۃ کے اثبات پر ہو آج کہیں بھی رائج نہیں۔ مگر ہمیں کامل یقین ہے کہ پاکستان چونکہ اسلامی نظریہ پر بنایا گیا ہے اور یہاں یہ تحریک زور پکڑ رہی ہے کہ وطن عزیز کا قانون و دستور قرآن و سنت کے مطابق ہونا چاہیئے۔ لہٰذا یہاں اسلام کا معاشی نظام جس میں سود نہ ہوگا بلکہ زکوٰۃ ہوگی انشاء اللہ قائم ہو کر رہے گا۔

سود کو ختم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے مسئلہ سود کو اچھی طرح سمجھ لیا جائے اور کھوج لگایا جائے کہ ہمارے کاروبار میں سود کہاں کہاں موجود ہے۔

مسئلہ سود میں اختلاف کا باعث یہ معلوم ہوتا ہے کہ سود کے مکمل تجزیہ پر غور نہیں کیا جاتا بلکہ قرض دیئے ہوئے روپے پر شرح اور مدت کے حساب سے جو زائد رقم لی جائے اس کو سود شمار کر لیا جاتا ہے اور بس۔ یہ نہیں سوچا جاتا کہ اصل زر کہاں سے آیا، شرح اور مدت کیا ہے۔ سود اور اصل زر کے ساتھ شرح اور مدت کا کیا تعلق ہے۔ سود کیا ہے، کہاں پیدا ہوتا ہے۔ اس کی وجہ پیدائش کیا ہے اور باعث حرمت کیا ہے۔ ان ساری باتوں پر غور کرنے سے سود کی حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی۔

اصل، شرح اور مدت

اصل زر یعنی روپیہ کسی کے گھر میں غیب سے پیدا نہیں ہوتا بلکہ مختلف قسم کی وافر دولت مثلاً زرعی اور مصنوعی پیداوار، زمین، مکان، مشین اور مویشی وغیرہ فروخت کر کے حاصل کیا جاتا ہے۔ پھر سود خور یہ روپیہ بطور سودی قرض کسی حاجتمند کو دیتا ہے اور جس طرح ہم کوئی چیز خرید و فروخت کرتے وقت ناپ تول کے ساتھ نرخ طے کر لیتے ہیں اسی طرح سود خور بھی مدت کے ساتھ سود کا نرخ طے کر لیتا ہے۔ یعنی جس طرح ناپ تول اور نرخ کسی شئے کی مالیت معلوم کرنے میں کام آتے ہیں اسی طرح مدت اور شرح بھی سود

کی مالیت معلوم کرنے میں استعمال ہوتے ہیں۔ جس طرح ناپ تول اور نرخ نہ کسی شے کا جزو ہیں اور نہ ہی اس شے کے ساتھ مشروط ہوتے ہیں عین اسی طرح شرح اور مدت بھی نہ سُود کا جزو ہیں اور نہ ہی سُود کے ساتھ مشروط ہو سکتے ہیں۔ جس طرح ہر ایک شے اپنی کیفیت و ماہیت کے ساتھ وہ شے ہی رہتی ہے خواہ ناپ تول اور نرخ کے ساتھ اس کی مالیت معلوم کر لی جائے یا نہ کی جائے عین اسی طرح سود بھی اپنی کیفیت و ماہیت کے لحاظ سے سُود ہی رہتا ہے۔ خواہ شرح اور مدت کے پیمانہ سے اس کی مالیت معلوم کر لی جائے اور خواہ علی الحساب لینے دیا جائے۔

سُود معمولی تدبّر سے شرح اور مدت کی حقیقت تو ہمیں معلوم ہو گئی اب آگے چلئے۔ حاجت مند اگر سُود خور سے روپیہ لے کر اپنے گھر میں رکھ چھوڑے تو اس میں ایک پیسے کا بھی اضافہ نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اپنی معاش پیدا کرنے اور سُود ادا کرنے کیلئے حاجتمند کوئی قطعہ زمین حاصل کرے گا۔ ہل بیل خریدے گا۔ تانگہ، رکشا بنائے گا۔ کوئی مشین یا اوزار حاصل کریگا یا مال تجارت پر لگائے گا۔ غرضیکہ حاجتمند قرض سے لئے ہوئے روپے سے کوئی نہ کوئی ذریعۂ پیداوار حاصل کر کے اس پر اپنی قوت و محنت صرف کرے گا اور اس طرح سے جو دولت کمائے گا اس کو پھر نقدی کی صورت میں منتقل کر کے سود خور کا سود ادا کرے گا۔ یعنی وہ زائد از ضرورت ذرائع پیداوار جس کو سُود خور نے روپیے میں منتقل کر کے حاجتمند کو دیا تھا حاجتمند پھر اس روپے کو لازماً کسی نہ کسی ذریعۂ پیداوار میں منتقل کر کے اس پر اپنی قوت و محنت صرف کرتا ہے اور اپنی محنت کے ثمر کو پھر روپے کی صورت میں تبدیل کر کے سُود خور کو سُود ادا کرتا ہے۔ اس سے واضح ہے کہ سُود حاجتمند کی وہ محنت ہے جو وہ سُود خور کے سرمایہ کے استعمال کے معاوضہ میں دیتا ہے یعنی جیسا کہ ڈاکٹر اختر لکھتے ہیں سُود سرمایہ کے استعمال کا معاوضہ ہوتا ہے۔

بنکنگ میں سُود کوئی علیحدہ چیز نہیں بلکہ سُود کے چکر کی ایک مزید کڑی ہے۔ بنکنگ میں لوگوں کی روپے کی شکل میں منتقل شدہ محنت سستی خریدی جاتی ہے اور مہنگی فروخت کر کے اپنے سرمائے کے استعمال کا عوضانہ لے لیا جاتا ہے۔

واضح رہے کہ مروجہ معاشی نظام کا ہر ایک شعبہ سُودی اصول پر چل رہا ہے اور سُودی رشتے میں ایک دوسرے کے ساتھ مربوط اور منسلک ہے۔ بالوضاحت پتہ لگتا ہے کہ اس مجسم اقتصادیات میں ایک ہی روح موجزن ہے اور ایک ہی ذہن، ایک ہی رجحان اور ایک ہی جذبۂ درون عملاً بھی کام کر رہا ہے۔

اوپر بیان کیا گیا ہے کہ اسلامی نظم معیشت کا بنیادی اصول سُود نہیں زکوٰۃ ہے اور مروجہ نظام معاشیات کا بنیادی اصول سُود ہے اس میں نظام زکوٰۃ ہرگز نہیں چل سکتا۔ کیونکہ سُودی نظام اور نظام زکوٰۃ بالکل دو متضاد چیزیں ہیں نظام زکوٰۃ قائم کرنے کے لئے نظام سُود کو ختم کرنا پڑے گا۔

سُود کی جائے پیدائش اور وجہ پیدائش

سُود کو ختم

سود کو ختم کرنے کے

سود کی جائے پیدائش اور وجہ پیدائش

سوال پر اکثر نگاہیں بنکوں کی طرف ہی اٹھتی ہیں کیونکہ سود کا کاروبار بظاہر بنکوں میں ہی ہوتا ہوا دکھائی دیتا ہے لیکن سود چونکہ بنکوں میں پیدا نہیں ہوتا اسلئے وہاں سے بند بھی نہیں کیا جا سکتا۔ بنک تو جنس سود کی خرید و فروخت کی اسی طرح منڈی ہے جس طرح دیگر اجناس کی منڈیاں ہوتی ہیں۔ لہذا سود کو بند کرنے کے لئے بنکوں سے الجھنے کی ضرورت نہیں سود کو ختم کرنے کے لئے سود کی جائے پیدائش سے وجہ پیدائش کو بند کرنا ضروری ہے۔

سود کی جائے پیدائش کھیت اور کارخانہ وغیرہ ہے اور سود وہاں اس وقت پیدا ہوتا ہے جب نادار و حاجتمند کی محنت مختلف اشیاء میں پیوست ہوتی ہے۔ سود کی وجہ پیدائش یہ ہے کہ ایک طرف ذاتی ضرورت سے زیادہ ذرائع پیداوار ہوتے ہیں اور دوسری طرف ناداری اور حاجتمندی ہوتی ہے۔ صاحب ذرائع پیداوار نادار و محتاج کو ذرائع پیداوار مہیا کر کے ان کے استعمال کا معاوضہ یعنی سود لے لیتا ہے جب تک یہ صورت حال رہے گی سودی نظام قائم رہے گا

سودی نظام کو توڑنے کی تجاویز

اللہ تعالیٰ و رسول کے حکم کے بموجب سودی نظام کو توڑنے کے لئے ضروری ہے کہ ہر ایک آدمی کو ذرائع پیداوار مہیا کئے جائیں۔ یہ کسی پر احسان نہیں بلکہ مسلم سوسائٹی کے ہر فرد کی فلاح و بہبود کا سامان ہے کیونکہ اس سے ہمیشہ کے لئے ہر ایک آدمی کو ذرائع پیداوار مہیا ہونے کی گارنٹی ملے گی۔ اس قسم کے مسلم معاشرے میں معاشی جرائم کا خاتمہ ہو جائے گا اور اخلاقی و روحانی ترقی حاصل ہو گی۔

ملت مسلمہ کے ہر آدمی کو ذرائع پیداوار مہیا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ذرائع پیداوار کا جائزہ لیا جائے ذرائع پیداوار دو ہیں۔ **اوّل** زمین جس سے گوناگوں قدرتی اشیاء دستیاب ہوتی ہیں اور **دوسرے** مشین و آلات جن سے مصنوعات تیار کی جاتی ہیں اور دیگر مختلف قسم کے کام ہوتے ہیں۔

ملکیت کے لحاظ سے زمین تین قسم کی ہے

پہلی تجویز۔ زرعی اصلاحات

اوّل وہ زمین جو گورنمنٹ کی تحویل میں ہے۔ دوسرے وہ اراضیات جو لوگوں کو مفت ملی ہوئی ہیں اور ان کی ذاتی ضرورت سے زیادہ ہیں اور تیسرے وہ زمینیں ہیں جو زرخرید ہیں مگر مالکان کی ذاتی ضرورت سے زیادہ ہیں۔

ایک فلاحی مملکت کا کام ہے کہ جو اراضیات اس کی تحویل میں ہیں وہ کاشتکاروں میں مفت تقسیم کرے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کا یہی اسوہ ہے۔ حکومت کے لئے اس میں کوئی امر مانع دکھائی نہیں دیتا۔ وہ اراضیات جو لوگوں کو مفت ملی ہوئی ہیں وہ خود کاشت کی حد تک اپنے پاس رکھ کر باقی ملت کے حوالے کر دیں۔ مفت ملی ہوئی چیز اگر مفت

واپس دینا پڑے تو اس میں کوئی ناانصافی کی بات نہیں۔ رہیں زرخرید زمینیں ان کی واجبی قیمت مقرر کرکے کاشتکاروں کو خریدنے کا حق دیا جائے یا بٹائی میں قیمت مجرا کی جائے۔ ایسی زمینیں کسانوں میں بانٹنے سے سرکاری خزانہ پر تو کوئی اثر نہیں پڑے گا ہاں ان لوگوں کی آمدنی میں ضرور فرق پڑے گا۔ جن کو مزارعین کی کمائی میں سے مفت حصہ مل جاتا تھا۔ مگر سُودی نظام کو توڑنے کے لئے اگر مفت خوری کی قربانی دینا پڑے اور اسکے صلے میں ہمیشہ کے لئے آل و اولاد کو ذرائع روزگار مہیا رہنے کی گارنٹی مل جائے تو یہ سودا کسی طرح بھی مہنگا نہیں۔ جس دن تمام زمینیں کاشتکاروں کے حوالے ہوگئیں اُس دن اِس سُود کا خاتمہ ہوجائے گا جو کھیت میں پیدا ہوتا تھا۔

دوسری تجویز۔ صنعتی اصلاحات

ملّت کے ہر فرد کو معقول ذرائع پیداوار مہیا کرنے کے لئے زکوٰۃ ٹیکس لگایا جائے۔ زکوٰۃ ایک ایسا رکن ہے جو کسی صورت میں بھی پس پشت نہیں ڈالا جا سکتا۔ اسلامی مملکت ہو اور اس میں نظامِ زکوٰۃ نہ ہو تو وہ اسلامی مملکت کیا ہوئی اور اسلام کا دستور کیا ہوا۔ زکوٰۃ کی ادائیگی میں پس و پیش کرنا اسلام سے انحراف کے مترادف ہے۔ زرِ زکوٰۃ سے صنعتی ذرائع پیداوار یعنی اوزار اور کارخانے بنائے جائیں اور ان کو قومی حفاظت میں رکھا جائے تاکہ کوئی ان کو خرد برد نہ کرسکے۔ چند سالوں میں زرِ زکوٰۃ سے ذرائع پیداوار میں اس قدر توسیع ہوجائے گی کہ ملّت کے ہر آدمی کو وہاں کام مل سکے گا اور کوئی نادار بے روزگار ڈھونڈے سے بھی نہیں ملے گا اور ساتھ ہی اِس تجویز سے اس سُود کا بھی خاتمہ ہوجائیگا جو کارخانے میں پیدا ہوتا تھا۔

تیسری تجویز۔ طریقِ تجارت کی تبدیلی

آپ جانتے ہیں کہ تجارت میں لاٹری، سٹہ، محاقلہ، مزابنہ، احتکار، اکتناز، رقابت، چور بازاری، منافع خوری، تجارتی ہتھکنڈے، ضرر پہنچانا اور سُود از روئے اسلام سب ممنوع ہیں لیکن ہمارے طریقِ تجارت میں یہ سب لازمی ہیں۔ ان کے بغیر ہماری تجارت چل ہی نہیں سکتی۔ کیا اس سے صاف معلوم نہیں ہوتا کہ یہ طریق تجارت بالکل غیر اسلامی ہے۔ تجارت کا مقصد یہ نہیں کہ سرمایہ لگا کر مختلف اشیاء کا ذخیرہ کرلیا جائے اور پھر اس کو گراں قیمت پر فروخت کرکے اپنے سرمایہ کا سُود حاصل کرلیا جائے۔ بلکہ تجارت کا مقصد یہ ہے کہ ہر ایک شئے صناعین سے صارفین تک بآسانی پہنچ جائے۔ اِس کام کو احسن طریق پر سرانجام دینے کی یہ تجویز ہے کہ ہر شعبہ میں کام کرنے والے اپنی اپنی امداد باہمی کی انجمنیں بنالیں۔ یہی لوگ براہِ راست یا بالواسطہ دولت پیدا کرنے والے ہیں اور یہی صارفین ہیں۔ ہر ایک انجمن اپنا اپنا سٹور قائم کرکے اپنی فاضل اشیاء دوسری انجمنوں کو بھیج سکتی ہے اور دوسروں کی فاضل اشیاء اپنے سٹور میں منگوا سکتی ہے اور ہر ایک ممبر اپنے سٹور سے حسب ضرورت اشیاء خرید سکتا ہے۔ میں اپنے ذاتی تجربہ کی بناء پر کہہ سکتا ہوں کہ اس طریق پر اشیاء بآسانی اصل لاگت پر

ہر ایک کو حسب ضرورت مل سکتی ہیں۔ اور اِس طرح شبۂ تجارت سے مذکورہ بالا ممنوعات اور سود خوری ختم ہو سکتی ہے۔

از رُوئے قرآن کریم سُود خوری ایک دوسرے پر ظلم ہے، ایمانداری کے خلاف ہے۔ معاشی ناہمواری اور رزق میں بے برکتی کا باعث ہے، انسان کو مخبوط الحواس بناتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور رسولؐ کے ساتھ جنگ ہے۔ برعکس اس کے نظامِ زکوٰۃ ہر ایک آدمی کو ذرائع پیداوار مہیا ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ کارکردگی کا پورا پورا اجر دینے کا ذمہ لیتا ہے اور ہر قسم کے معاشی تفکرات اور خوف و حزن سے نجات دلاتا ہے۔

سُودی نظام اپنی تمام بُرائیوں کے ساتھ آپ کے سامنے ہے۔ اس کے بدلے اسلامی نظامِ معیشت کے قیام پر غور فرمایئے اور دیکھئے کہ ایک عظیم الشان اخلاقی اور روحانی انقلاب آتا ہے یا نہیں۔

نوٹ:۔ اگر کوئی وضاحت طلب امر ہو یا کوئی اعتراض یا سوال ہو تو شوق سے دریافت فرمایئے۔

ایڈیٹر کی ڈاک

۱۔ محترم جناب ملک عزیز احمد صاحب آف راولپنڈی تحریر فرماتے ہیں:۔

"ماہنامہ الفرقان افادیت کے لحاظ سے نہ صرف اپنوں میں بلکہ غیروں میں بھی مقبول ہے اور فی الحقیقت صحیح معنوں میں تربیتی، تعلیمی اور تبلیغی مجلہ کہلانے کا مستحق ہے۔

مجھے افسوس ہے کہ میں کچھ عرصہ اسکے مطالعہ سے محروم رہا اور جب سے میرے لڑکے عزیز سعید احمد میجر کے نام رسالہ جاری ہوا ہے جونہی ڈاک سے موصول ہوتا ہے شروع سے اخیر تک پڑھے بغیر اطمینان اور چین نہیں آتا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ رسالہ مذکور کی اشاعت میں وسعت اور اضافہ فرمائے اور آپ کی عمر میں برکت ڈالے۔ آمین۔"

۲۔ جناب سید اعجاز احمد صاحب انسپکٹر بیت المال حلقہ سرگودھا تحریر کرتے ہیں:۔

"الفرقان ماہ جون ۱۹۶۳ء بفضلِ خدا ہر نمبر سابقہ نمبر سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔ خدا تعالیٰ آپ کو صحت و سلامتی کے ساتھ تادیر خدماتِ دینیہ سرانجام دینے کی توفیق عطا فرما دے۔ آمین

شہیدِ احمدیت الحاج مولوی محمد الدین صاحب کے حالات شائع فرما کر آپ نے احمدیت کی نئی پود کے لئے واقفیت بہم پہنچائی ہے۔ اچھا ہو گا اگر اس قسم کے مختصر مضامین ضرور شائع فرمایا

(باقی کالم اول پر ملاحظہ ہو)

کریں۔ گو مجھے اعتراف ہے کہ اس دفعہ آپ قرآن کریم کا ترجمہ اور معاونین خاص کے نام شائع نہیں فرما سکے لیکن تاہم یا رسالہ کی قیمت کچھ زیادہ فرما کر ایک کاپی رسالہ کی زائد فرما دیں یا پھر مختصراً اِس قسم کے مضامین کی جگہ ضرور نکالیں۔"

(سید اعجاز احمد انسپکٹر بیت المال حلقہ سرگودھا)

الفرقان کے خاص معاونین

مندرجہ ذیل بزرگوں اور احباب نے رسالہ کی **دس سالہ** خریداری منظور فرما کر خاص اعانت فرمائی ہے۔ ایسے خریداران کو رسالہ بھی باقاعدہ بھیجا جاتا ہے اور ان کے لئے ہر ماہ تحریک خاص بھی شائع کی جاتی ہے۔ یہ سلسلہ انشاء اللہ العزیز **دسمبر ۱۹۷۰ء** تک جاری رہے گا۔

اب جو دوست اس تحریک میں **شامل** ہونا چاہیں وہ آٹھ سال کا چندہ پیشگی ارسال فرما کر شمولیت اختیار کر سکتے ہیں۔ (مینجر الفرقان ربوہ)

ربوہ دار الہجرت

- سیدی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی
- حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب
- حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی
- حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب
- جناب چوہدری محمد شریف صاحب خالد ایم اے
- جناب فیض احمد صاحب ثاقب ایم۔ ایس سی
- جناب چوہدری محمد لطیف صاحب ایم۔ اے غانا
- حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری
- حضرت قاضی محمد عبد اللہ صاحب بھٹی
- جناب چوہدری یحییٰ احسن صاحب باجوہ
- جناب ڈاکٹر محمد یحییٰ صاحب سلیمہ آفیسر دار الرحمت
- جناب قریشی عبد الرشید صاحب ایل ایل بی

قادیان دار الامان

- حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب امیر جماعت
- جناب صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب
- جناب مولوی برکات احمد صاحب راجیکی
- جناب چوہدری سعید احمد صاحب بی اے
- جناب چوہدری محمد عبد اللہ صاحب
- جناب ماسٹر محمد ابراہیم صاحب ہیڈ ماسٹر
- جناب سید شہامت علی صاحب سابقہ رتن
- جناب حافظ سخاوت علی صاحب شاہجہانپوری
- جناب مسعود احمد صاحب ایس ″
- جناب ڈاکٹر بشیر احمد صاحب آئی سپیشلسٹ
- جناب ڈاکٹر عطر دین صاحب
- جناب حکیم چوہدری بدر الدین صاحب عامل
- جناب چوہدری منور علی صاحب فوٹو گرافر
- جناب عبید اللہ صاحب قانی
- جناب چوہدری عبد القدیر صاحب

ضلع جھنگ

- جناب میاں بشیر احمد صاحب امیر جماعت
- جناب ملک محمد حیات صاحب تسو آنہ
- جناب چوہدری عبد الحلیم خان صاحب لوئی فاضل
- جناب حافظ مبارک علی خان صاحب ولد احمد علی خان صاحب چنیوٹ

ضلع سرگودھا

- جناب مرزا عبد الحق صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ
- جناب حافظ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب
- جناب چوہدری جلال الدین صاحب چک ۴۷ جنوبی
- جناب شیخ محمد اقبال صاحب پراچہ
- جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب آڑھتی
- جناب میجر شمیم احمد صاحب جوہر آباد

ضلع لاہور

- جناب چوہدری اسد اللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ
- جناب شیخ بشیر احمد صاحب سابق جج ہائیکورٹ
- جناب چوہدری محمد شفیع صاحب کمیشن ایجنٹ پتوکی۔
- جناب خواجہ محمد شریف صاحب برانڈرتھ روڈ
- جناب امیر الدین صاحب رتن باغ
- جناب ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب لاہور
- جناب چوہدری نسیم محمد صاحب لاہور میڈیکل ٹرانسپورٹ۔
- جناب محمد ابراہیم صاحب ریاض ریڈیو مرچنٹس
- جناب چوہدری اعجاز نصر اللہ خان صاحب ایڈووکیٹ
- جناب چوہدری نور احمد خان صاحب گوالمنڈی
- جناب سراج الدین صاحب نسبت روڈ
- جناب چوہدری عبد الحکیم خان صاحب میکلوڈ روڈ
- جناب مرزا بشیر احمد صاحب ایس ڈی او
- جناب قریشی محمود احمد صاحب ایڈووکیٹ
- جناب چوہدری عبد الحمید صاحب ماڈل ٹاؤن۔
- جناب ڈاکٹر محمد عبد الحق صاحب ایم۔ بی بی ایس
- جناب ملک عبد اللطیف صاحب ستکوہی
- جناب حافظ عبد الکریم صاحب فضل
- جناب محمد عثمان صاحب لکشمی مینشن
- جناب ایس یو شیخ صاحب کورٹو میجنگ ڈائرکٹر کورٹو کمپنی لمیٹڈ۔
- جناب حکیم سراج الدین صاحب بھاٹی گیٹ
- جناب ڈاکٹر احسان علی صاحب میکلوڈ روڈ
- جناب مسٹر اے۔ اے بھٹی صاحب مال روڈ
- جناب شیخ فضل احمد بشیر احمد صاحبان سمن آباد
- جناب رشید احمد صاحب ملک
- جناب صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب
- جناب خان صاحب میاں محمد یوسف صاحب
- جناب مرزا عبد الرحمٰن صاحب تاجر مرحوم
- جناب شیخ محمد شریف صاحب سمن آباد
- جناب ماسٹر حسن دین صاحب راوی پارک
- جناب چوہدری فضل الرحمٰن صاحب مال روڈ
- جناب شیخ بشیر احمد صاحب ٹھیکیدار
- جناب میجر چوہدری عزیز احمد صاحب لاہور چھاؤنی۔

• جناب عبدالرشید صاحب افریقی جسونت بلڈنگ
• جناب چوہدری منور لطف اللہ خان صاحب
ایڈووکیٹ سمن آباد۔
• جناب حضرت اللہ پاشا صاحب ایم۔اے
• جناب خواجہ امیر بخش صاحب آف آسٹریلیا

راولپنڈی

• جناب سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب چھاؤنی
• جناب شیخ غلام حیدر صاحب کالج روڈ
• جناب صوفی محمد شفیع صاحب صدر
• جناب چوہدری میجر عزیز احمد صاحب
• محترمہ بیگم صاحبہ جناب میاں حیات محمد صاحب
• جناب کیپٹن محمد اسحٰق صاحب مری روڈ
• جناب محمد یونس صاحب فاروق سٹیلائٹ ٹاؤن
• جناب [illegible] احمد صاحب دہلوی نیا محلہ
• جناب محی الدین صاحب بابا رڈا روڈ
• جناب سید مقبول احمد صاحب ڈلہوزی روڈ
• جناب کیپٹن اے۔یو۔زیڈ احمد صاحب
• جناب سید منظور علی صاحب سٹیلائٹ ٹاؤن
• جناب ملک مظفر احمد صاحب کالج روڈ
• جناب ایم۔اے غنی صاحب بی۔اے
• جناب ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب خاکی بی۔اے
• جناب قاضی بشیر احمد صاحب بھٹی
• جناب قاضی عبدالسلام صاحب بھٹی آف نیروبی
• جناب چوہدری بشیر احمد صاحب
موٹر موڈرن لمیٹڈ۔

• جناب صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب

ضلع ملتان

• جناب ملک عمر علی صاحب امیر جماعتہائے احمدیہ
ضلع ملتان۔
• جناب ڈاکٹر عبدالکریم صاحب
• جناب پیر نصیر احمد صاحب پیڈیو فورین
• جناب چوہدری عبدالحفیظ صاحب ایڈووکیٹ
• جناب ڈاکٹر رفیق احمد صاحب
ایم۔بی۔ایس بوریوالہ
• جناب ماسٹر نواب الدین صاحب ایم۔اے
• جناب شیخ محمد اسلم، محمد سلیم صاحبان
کمیشن ایجنٹ دنیاپور
• جناب چوہدری منور احمد خاں صاحب بوہڑ گیٹ
• جناب چوہدری محمد اکرام اللہ صاحب
اومیگا ریڈیو کمپنی۔
• جناب شیخ محمد منیر صاحب احمد دنیاپور
• جناب حکیم انور حسین محمود احمد صاحبان
دواخانہ دارالشفاء خانیوال
• جناب سیٹھ اللہ جوایا صاحب حسین آگاہی
• جناب چوہدری عبداللطیف صاحب
• جناب بشارت احمد صاحب باجوہ اوورسیر پیراں غائب
• جناب شیخ عبدالغفور صاحب پٹواری نہر
ماچھی سیال۔

ضلع شیخوپورہ

• جناب چوہدری نور حسین صاحب ایڈووکیٹ

• جناب شیخ محمد بشیر صاحب آزاد انبالوی
منڈی مریدکے۔
• جناب ڈاکٹر عمر الدین صاحب ٹاؤن ملیریا آفیسر

ضلع گوجرانوالہ

• جناب عبدالرحمٰن صاحب صابر
مینیجر سنگر مشین کمپنی۔
• جناب میاں برکت علی، غلام احمد صاحبان
وزیرآباد۔
• جناب چوہدری محمد شریف صاحب فیروزوالہ
• جناب میاں محمد شریف صاحب باغبانپورہ
• جناب چوہدری عبدالحمید صاحب تھانہ بازار
• جناب ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب ہاگوڑا
وزیرآباد۔
• جناب چوہدری مقبول احمد صاحب
انسپکٹر ریلوے۔
• جناب سید سجاد حیدر صاحب قانونگو
ضلع گوجرانوالہ (ربوہ)
• جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب اینڈ برادرز
وزیرآباد۔
• جناب میاں محمد خان، اکبر علی صاحبان وزیرآباد
• جناب میاں عنایت اللہ صاحب فاروق
نظام آباد۔
• جناب ملک منظور احمد صاحب
لاہوری گیٹ وزیرآباد۔
• جناب میاں قمرالدین صاحب کھوکھر گوجرانوالہ

• جناب چوہدری پیر محمد صاحب ہیڈ کلرک
• جناب چوہدری عزیز اللہ خان صاحب

ضلع جہلم

• جناب سیٹھی خلیل الرحمٰن صاحب مشین محلہ
• جناب سیٹھی عبدالحق صاحب مین بازار

ضلع گجرات

• جناب چوہدری عبدالمالک صاحب شاہد کھاریاں
• جناب چوہدری بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ
امیر جماعت احمدیہ گجرات۔
• محترمہ بیگم صاحبہ جناب سید عبدالعزیز صاحب
منڈی بہاؤالدین۔
• جناب مرزا صفدر جنگ ہمایوں صاحب ملکوال
• جناب حوالدار مبارک احمد صاحب کھاریاں

ضلع سیالکوٹ

• جناب چوہدری نذیر احمد صاحب باجوہ
نائب امیر جماعت احمدیہ۔
• جناب حکیم سید پیر احمد شاہ صاحب
• جناب چوہدری عبدالستار صاحب رنگانوالی
• جناب محمد علی صاحب ڈسپنسر کوٹ نیناں
• جناب میاں سلطان احمد خان صاحب
منڈیکے گورایہ۔
• جناب چوہدری غلام حسین صاحب
گوہدپور۔
• جناب چوہدری خالد سیف اللہ خان صاحب
• جناب میجر چوہدری شریف احمد صاحب باجوہ

• جناب رانا عبدالحمید خان صاحب کنجرو ڈ

کوئٹہ

• جناب شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعت احمدیہ
• جناب شیخ کریم بخش صاحب مرحوم
• جناب شیخ محمد اقبال صاحب جناح روڈ
• جناب شیخ عبدالاحد صاحب تاجر
• مجلس خدام الاحمدیہ شارع فاطمہ جناح
• جناب خلیفہ عبدالرحمن صاحب
• جناب ماسٹر عبدالکریم صاحب
• جناب محمد عبدالحق صاحب جنجوعہ میڈیکل ہال
• احمدیہ پبلک لائبریری شارع فاطمہ جناح
• جناب خان عبدالوحید خان صاحب
• جناب ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب ڈی۔پی۔ایچ
• جناب ڈاکٹر میجر سراج الحق خان صاحب
• جناب سید قربان حسین شاہ صاحب
• جناب چوہدری محمود احمد صاحب
• جناب عطاء الرحمن خان صاحب متصفی روڈ

اضلاع سابق صوبہ سندھ

• جناب چوہدری سلطان علی صاحب محراب پور
• جناب نصیر احمد خان صاحب ناہرخانپور
• جناب حاجی عبدالرحمن صاحب رئیس باندھی
• جناب محمد عبداللہ صاحب " "
• جناب علاؤالدین صاحب گوٹھ علاؤالدین
• جناب چوہدری عطاء محمد صاحب گوٹھ امام بخش
• جناب چوہدری محمد عبداللہ صاحب
• جناب چوہدری غلام نبی صاحب
• جناب چوہدری برکت علی صاحب
گوٹھ سردار محمد پنجابی۔
• جناب حاجی کریم بخش صاحب گوٹھ قمرآباد
• جناب ڈاکٹر فقیر محمد صاحب
• جناب رئیس عبدالحمید صاحب باندھی
• جناب چوہدری صادق احمد صاحب دریا خان مری
• جناب ڈاکٹر عبدالقدوس صاحب نواب شاہ
• جناب سیٹھ محمد دین صاحب مرحوم
• جناب چوہدری ظفراللہ خان صاحب
پریذیڈنٹ نواب شاہ۔
• جناب چوہدری نتھے خان صاحب
گوٹھ نتھے خان۔
• جناب چوہدری غلام رسول صاحب
گوٹھ غلام رسول
• جناب ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب صدیقی
امیر جماعت احمدیہ میرپورخاص۔
• جناب بابو عبدالغفار صاحب
رسالہ روڈ حیدرآباد۔
• مجلس خدام الاحمدیہ گوٹھ جمال پور
• جناب چوہدری کا شاہ دین صاحب
گوٹھ شاہ دین۔
• جناب فضل الرحمن خان صاحب
نزد پاک سیمنٹ فیکٹری حیدرآباد۔
• جناب ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب رحیم آباد
• جناب چوہدری فضل احمد صاحب
پریذیڈنٹ جماعت رحیم یارخان۔
• جناب حاجی قمرالدین صاحب گوٹھ قمرآباد
• جناب چوہدری شریف احمد صاحب کرونڈی
• جناب مولوی عبدالحق صاحب "
• جناب چوہدری رحمت اللہ صاحب
ڈیرہ نواب شاہ۔

بہاولپور شہر

• جناب عزیز محمد خان صاحب بہاولپور
• جناب مولوی غلام نبی صاحب ایاز
• جناب چوہدری غلام احمد صاحب اشرف

کراچی

• جناب شیخ رحمت اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ
• جناب مرزا محمد بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ
• جناب ملک مبارک احمد صاحب
• جناب ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب کاٹھی والے
• جناب چوہدری غلام احمد صاحب فردوس کالونی
• جناب چوہدری بشیر احمد صاحب منیر
• جناب میاں عطاء الرحمن صاحب طاہر
• والدہ صاحبہ شیخ محمد رفیق صاحب
ایشو افریقن کمپنی کراچی۔
• جناب حافظ عبدالغفور صاحب ناصر
• جناب چوہدری محمد خالد صاحب
• جناب چوہدری مسعود احمد صاحب خورشید
• جناب شیخ عبدالحفیظ صاحب ۲/۳ مارکیٹ روڈ
• جناب محمد شریف صاحب چغتائی
• محترمہ انور سلطانہ صاحبہ
بیگم ایم۔اے ارشاد صاحب
• جناب عبدالرزاق صاحب حصہ
پیر الٰہی بخش کالونی۔
• جناب قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔اے لاہور
• جناب مولوی صلاح الدین احمد صاحب
• محترمہ حمیدہ بیگم اہلیہ مولوی صلاح الدین احمد صاحب
• جناب میجر محمد عبداللہ صاحب جبار
• جناب ملک رشید احمد صاحب بندر روڈ
• جناب چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب
• جناب چوہدری شاہنواز خان صاحب
شاہنواز لمیٹڈ۔
• جناب چوہدری احمد مختار صاحب
المختار لمیٹڈ۔
• جناب چوہدری احمد جان صاحب ایکرنزل
• جناب میجر عبداللطیف صاحب ملیر کینٹ
• جناب چوہدری شریف احمد صاحب ٹاپچ
• جناب عبدالرحیم صاحب متام موس مارٹن روڈ
• جناب بشیر احمد صاحب ڈرائیور
• جناب مولوی عبدالمجید صاحب دہلوی

بہاولنگر

• جناب چوہدری غلام مصطفیٰ احمد الدین صاحبان
چک 184/7-R
• جناب چوہدری غلام نبی صاحب گرداور ڈسٹوالبتی

بہاولپور علاقہ

• جناب چوہدری غلام قادر صاحب کمیشن ایجنٹ
• جناب چوہدری علم الدین صاحب کمیشن ایجنٹ ہارون آباد۔
• جناب مولوی محمد شفیع صاحب ڈ کانزار چک $\frac{166}{7\text{-}R}$
• جناب چوہدری بشیر احمد صاحب چک $\frac{103}{6\text{-}R}$
• جناب چوہدری عبدالعزیز صاحب باجوہ ہارون آباد

پشاور

• جناب محمد سعید احمد صاحب تشہ آباد
• جناب الحاج نوابزادہ محمد احسان صاحب بنوں
• جناب مولوی خلیل الرحمٰن صاحب فاضل پشاور
• جناب خلیل الرحمٰن صاحب محلہ رام پورہ

لائلپور

• جناب صاحبزادہ مرزا حفیظ احمد صاحب
• جناب مبارک علی صاحب راجباہ روڈ
• جناب مولوی برکت علی صاحب لائق لدھیانوی بڑانوالہ۔
• جناب شیخ الحاج عبداللطیف صاحب
• جناب ماسٹر محمد نسیم صاحب طلیفہ وانا نیز اغذین نمبر چک ۲۹۳ گ ب

دیگر اضلاع

• جناب چوہدری محمد شریف صاحب امیر جماعت منٹگمری
• جناب ملک محمد مستقیم صاحب ایڈووکیٹ ״
• جناب شیخ محمد صاحب سکول ریاض اسٹیٹ
• جناب سید بشیر احمد شاہ صاحب مانسہرہ

• جناب مرزا امیر محمد خان صاحب قیصرانی ڈیرہ غازیخان۔
• جناب قاضی برکت اللہ صاحب ایم۔ اے سابق پروفیسر گورنمنٹ کالج میرپور آزاد کشمیر
• جناب ڈاکٹر مرزا عبدالرؤف صاحب کیمبل پور
• جناب میجر حمید احمد صاحب کلیم میرپور آزاد کشمیر

مشرقی پاکستان

• جناب مولوی ابو الصلاح محمد صاحب بی۔ اے امیر جماعت احمدیہ مشرقی پاکستان۔
• جناب ایس۔ ایم حسن صاحب ڈھاکہ
• جناب قاضی خلیل الرحمٰن صاحب خادم بخشی بازار روڈ۔ ڈھاکہ
• جناب محمد سلیمان صاحب ڈھاکہ
• جناب مولوی ابوالخیر محب اللہ صاحب محمود نگر
• جناب صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب ڈھاکہ
• جناب ڈاکٹر عبدالصمد صاحب ڈی۔ پی۔ ایچ نارائن گنج
• جناب شیخ عبدالحمید صاحب ڈھاکہ
• جناب چوہدری یوسف اللہ خان صاحب سیفی
• جناب ملا محمد فضل کریم صاحب ڈھاکہ
• جناب چوہدری نور احمد صاحب کالونی نارائن گنج
• جناب چوہدری عزیز احمد صاحب شاہنواز لمیٹڈ ڈھاکہ
• جناب ملک محمد طفیل صاحب ڈھاکہ
• جناب محمد حبیب اللہ صاحب نارائن گنج
• جناب مسٹر ظفر احمد صاحب میاں اینڈ کمپنی ڈھاکہ

• جناب سید میجر ضیاء الحسن صاحب چٹاگانگ
• جناب چوہدری احسان اللہ صاحب ״
• جناب میاں محمد انور ڈاکٹر محمد شفیق صاحبان چٹاگانگ۔
• جناب احمد علاؤ الدین صاحب چٹاگانگ
• محترمہ محمودہ بیگم سعدی صاحبہ ״

بھارت

• جناب مولانا محمد سلیم صاحب کلکتہ
• جناب مولانا بشیر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ کلکتہ
• جناب میاں محمد حسین صاحب ״
• جناب فضل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ پٹنہ
• جناب کمال الدین صاحب مدراس
• جناب محمد عبداللہ صاحب بی۔ ایس سی ایل ایل بی۔ حیدرآباد دکن
• جناب مولوی سراج الحق صاحب حیدرآباد دکن
• جناب صدیق امیر علی صاحب مالابار
• جناب میاں محمد عمر صاحب پنجاب ہاؤس کلکتہ
• جناب مولوی محمد شمس الدین صاحب کلکتہ
• جناب میاں محمد بشیر صاحب سہگل ״
• جناب سیٹھ محمد الیاس صاحب حیدرآباد دکن
• جناب سیٹھ معین الدین صاحب چنتہ کنٹہ ضلع محبوب نگر۔
• جناب سید بشیر الدین صاحب کلکتہ
• جناب سیٹھ محمد صدیق صاحب کلکتہ۔

لندن

• جناب چوہدری عبدالرحمٰن خان صاحب مولوی فاضل
• جناب خان بشیر احمد صاحب رفیق نائب امام مسجد لندن۔

دیگر ممالک

• جناب صالح الشیبی الہندی صاحب سورابایا۔ انڈونیشیا
• محترمہ امۃ النصیر صاحبہ اہلیہ مکرم صالح الشیبی صاحب
• جناب چوہدری نذیر احمد صاحب ایم۔ ایس سی کماسی غانا۔
• جناب مسٹر محمد ناظم خان صاحب غوری مشرقی افریقہ
• جناب افتخار احمد صاحب ایاز کمپالہ یوگنڈا
• جناب ایم۔ اے ظفر صاحب ایم۔ بی بی۔ ایس ٹابورہ ٹانگانیکا۔
• جناب مولانا محمد اسمٰعیل صاحب منیر رونہل ماریشس ربوہ
• جناب چوہدری عبدالستار صاحب کویت
• جناب ایم۔ اے ہاشمی صاحب ״
• جناب سید عبدالرحمٰن صاحب امریکہ
• احمدیہ مسلم مشن نائیجیریا۔ بذریعہ جناب مولوی رشید الدین صاحب۔
• جناب حکیم طاہر محمد صاحب سنگاپور ملایا
• جناب عبدالعزیز جمن بخش صاحب امریکہ
• جناب ایم۔ اے ندیم صاحب نیروبی ایسٹ افریقہ
• جناب ڈاکٹر ایس۔ اے لطیف صاحب عدن۔

"الفردوس"

انارکلی میں،

لیڈیز کپڑے کے لئے

آپ کی اپنی

دُکان ھے

الفردوس

۸۵- انارکلی- لاہور

مفید اور مؤثر دوائیں

نُورکاجل

آنکھوں کے لئے مفید ترین متعدد جڑی بوٹیوں کا جوہر جو پچاس سال سے زائد استعمال و تجربہ کے بعد پیش کیا گیا ہے۔ بچوں، عورتوں اور مردوں سب کی آنکھوں کے لئے بہت مفید ہے۔ خارش، پانی بہنا، بھینی، ضعف نظر کا بہترین علاج ہے۔ ہر طرف سے تعریفی خطوط موصول ہوتے ہیں۔ قیمت دس آنہ ——— سوا روپیہ

شفا اٹھرا (گولیاں)

علاجِ اٹھرا اور محافظتِ جنین کے لئے حضرت اقدس خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہترین تجویز۔
قیمت کورس سولہ روپے

اکسیر معدہ

پیٹ درد۔ نفخ۔ ضعف ہضم۔ کمی بھوک۔ دائمی قبض کھٹے ڈکار اور ہیضہ کے لئے مفید دوا ہے۔
قیمت چھوٹی شیشی دس آنہ۔ بڑی شیشی ایک روپیہ

نوٹ:- ہر قسم کے خالص اور عمدہ عرق، شربت اور معجونات وغیرہ کے لئے ہمارے ہاں تشریف لائیں!

المشتہر:- خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ۔ گولبازار ربوہ

(طابع و ناشر:- ابوالعطاء جالندھری ٭ مطبع:- ضیاء الاسلام پریس ربوہ ٭ مقامِ اشاعت:- دفتر الفرقان ربوہ ضلع جھنگ)

ایک نہایت ضروری اعلان

(از جناب سید داؤد احمد صاحب مینجنگ ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز ربوہ)

مصلح موعود کی ذاتِ گرامی کے بارے میں الہام الٰہی میں ایک یہ بھی نشانی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتائی گئی تھی کہ "وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا"۔ اس نشانی کا ظہور بھی نہایت واضح طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی ذاتِ بابرکات میں ہو چکا ہے اور ہو رہا ہے۔ کونسا ایسا احمدی ہے جس کو حضور کے قریب رہنے کا موقع ملا ہو اور اس نے حضور کے بے پایاں احسان، ہمدردی، محبت اور شفقت سے حصہ نہ پایا ہو۔

اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی دی ہوئی توفیق سے ارادہ ہے کہ نمونۃً حضور کے یہ احسانات ایک کتاب میں جمع کر دیئے جاویں اور اُن لوگوں کے اپنے الفاظ میں جمع کئے جاویں جن پر خود یہ احسان وارد ہوئے ہیں تاکہ آئندہ آنے والی نسلوں کیلئے تاریخی شواہد کا یہ حصہ بھی محفوظ ہو جائے۔ پس میں احباب جماعت کی خدمت میں درخواست کرتا ہوں کہ جن احباب کو حضور کی شفقت اور محبت سے حصہ ملا ہو وہ ایسے واقعات لکھ کر دفتر ریویو آف ریلیجنز میں بھجوا دیں۔

یاد رہے کہ حضور کے احسانات کا بدلہ ہم اتار نہیں سکتے۔ البتہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعا کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو اپنے فضل اور رحمت کے سائے میں رکھے اور ہر آن آپ کا حافظ و ناصر ہو۔ دوسرے ہم یہ کر سکتے ہیں کہ حضور کے احسانات کو دنیا کے سامنے پیش کر کے واقعاتی طور سے الہام الٰہی کی صداقت کا ثبوت مہیا کریں تاکہ رہتی دنیا تک حضور کا نام اپنے مطاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ عزت کے ساتھ لیا جاتا رہے۔ اُمید ہے کہ تمام احباب اپنی اوّلین فرصت میں تعاون فرمائیں گے۔ واقعات معین اور صحیح شکل میں ہوں، چشم دید ہوں اور خوشخط لکھے ہوئے ہوں۔

تردیدِ عیسائیت میں تازہ ٹریکٹ

مکتبۃ الفرقان ربوہ نے ابھی ابھی "موجودہ عیسائیت کا تعارف" کے عنوان سے چوبیس صفحات کا ٹریکٹ شائع کیا ہے جس میں اصلی مسیحیت اور موجودہ عیسائیت میں دس واضح فرق بتائے گئے ہیں۔ فی سینکڑہ آٹھ روپے اور فی نسخہ بارہ پیسے قیمت مقرر ہے۔

(مکتبۃ الفرقان ربوہ)

کتاب "تحریری مناظرہ"

(یہ مناظرہ گزشتہ سال خاکسار ابو العطاء جالندھری اور جناب پادری عبد الحق صاحب چندی گڑھ (بھارت) کے درمیان ہوا تھا۔ کتاب کے صفحات ۲۳۲۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ۔ چند قیمتی مختصر آراء درج ذیل ہیں ——— (ابو العطاء))

(۱) حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں:۔

"اِس مناظرہ میں خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے حضرت کاسر الصلیب علیہ السلام یعنی مسیح محمدی کے شاگرد کو نمایاں فتح عطا کی اور پادری عبد الحق صاحب یہ مناظرہ درمیان میں ہی نامکمل چھوڑ کر کنارہ کشی اختیار کر گئے۔"

(۲) جناب مولانا عبد الماجد صاحب ایڈیٹر صدق جدید تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہ مناظرہ موضوع الوہیت مسیح پر مولوی صاحب موصوف اور ایک مسیحی مناظر پادری عبد الحق چنڈی گڑھ مشرقی پنجاب کے درمیان ہوا۔ پڑھے لکھے مسلمانوں کے لئے پڑھنے کے قابل ہے۔ پادری صاحب کی تحریر دل میں قدیم یونانی معقولات کی اصطلاحات کی بھرمار اور درشت کلامی اور حریف پر مسلسل ذاتی حملے نمایاں ہیں۔" (صدق جدید لکھنؤ ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء)

(۳) جناب فاضل مدیر ہفت روزہ بدر قادیان دار الامان نے تحریر فرمایا ہے:۔

"۲۳۲ صفحات کی یہ کتاب اپنے اندر مفید حوالوں کا بیش قیمت ذخیرہ رکھتی ہے۔ مسیحیوں کے ساتھ تبلیغی گفتگو کے لئے جمع شدہ حوالجات بڑے ہی کار آمد ہیں۔"

(۴) جناب ایڈیٹر صاحب روزنامہ الفضل ربوہ فرماتے ہیں:۔

"ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پادری صاحب نفسِ مسئلہ کی بجائے اپنے کتابی علم کے اظہار پر تلے ہوئے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں مولانا کا اندازِ بیان نہایت سلیس قابلِ فہم ہے۔ کتاب ہذا ہر احمدی اور غیر احمدی مسلمان کیلئے عیسائیوں کے مقابلہ میں ایک نہایت مؤثر دستاویز ہے۔"

(۵) جناب رانا محمد اسلم صاحب بی۔ اے جنرل سیکرٹری "تحقیق مرکز عیسائیت" اچھرہ لاہور نے تحریر فرمایا ہے کہ:۔

"مولوی ابو العطاء صاحب نے اِس مناظرہ میں مشہور ترین مسیحی مناظر کو شکست فاش دیکر قابلِ فخر کارنامہ سر انجام دیا ہے۔ اب اِس موضوع پر مسیحی علماء کا لکھنا کھسیانی بلّی کھمبا نوچے کے مترادف ہوگا۔"

ملنے کا پتہ:۔ مکتبہ الفرقان۔ ربوہ۔ پاکستان